شرح القواعد الأربع کی توضیح

آخری نسخہ 1441ھ

عبداللہ محمد الجهنی

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خير المرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين....وبعد

اس مختصر رسالہ میں توحید و شرک سے متعلق اہم قواعد و ضوابط کو بیان کیا گیا ہے۔

یہ کل چار قواعد وضوابط ہیں[1] جنہیں شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے اپنی تمام تصنیفات میں اپنے مخصوص طریقۂ کار کے مطابق کتاب و سنت کے دلائل سے مستنبط کیا ہے۔

اس رسالہ کو ہم دو اجزاء میں تقسیم کرسکتے ہیں:

1۔ مقدمہ

اس میں دین کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کرنے کی اہمیت اور شرک کے خطرات کا بیان ہے۔

(1) کتاب میں مذکور چاروں مسائل پر لفظ قواعد کا اطلاق ایک قسم کا اختصار و اجمال ہے، چوتھے قاعدہ پر یہ بات خاص طور پر صادق آتی ہے۔

2۔ مرکزی موضوع

اس میں شرک سے متعلق چار قواعد وضوابط کا بیان ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

میں اللہ کریم جو عرش عظیم کا رب ہے، سے دست بدعا ہوں کہ وہ دنیا و آخرت میں آپ کی سرپرستی فرمائے، آپ جہاں بھی رہیں آپ کو بابرکت بنائے اور آپ کو ان بندوں کی فہرست میں شامل کرلے جو اللہ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرتے ہیں، ابتلاء و آزمائش پر صبر کرتے ہیں اور گناہوں

کے ارتکاب پر مغفرت طلب کرتے ہیں۔ یہ تینوں چیزیں سعادت و کامرانی کا جلی عنوان ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی اطاعت کی طرف آپ کی رہنمائی کرے آپ یہ بات جان لیں کہ حنیفیت ملت براہیمی کی پہچان ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وما خلقت الجن والإنس إلا ليعبدون" (میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں)

جب آپ نے یہ جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لئے آپ کو پیدا کیا ہے تو اسی کے ساتھ آپ یہ بھی جان لیں کہ جس طرح طہارت کے بغیر نماز کا کوئی تصور نہیں ہے اسی طرح عقیدۂ توحید کے بغیر اللہ تعالیٰ کی عبادت کا کوئی تصور نہیں ہے۔ جس طرح حدث لاحق ہونے سے طہارت زائل ہو جاتی ہے اسی طرح عبادت میں شرک کی آمیزش کی وجہ سے عبادت فاسد ہو جاتی ہے۔

جب آپ نے یہ جان لیا کہ شرک کی آمیزش کی وجہ سے عبادت فاسد ہو جاتی ہے، عمل برباد ہو جاتا ہے اور شرک کرنے والا ہمیشہ کے لئے جہنم کا مستحق بن جاتا ہے تو آپ نے یہ بھی جان لیا ہو گا کہ آپ کے لئے جس چیز کا جاننا سب سے اہم ہے وہ شرک ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے جال میں پھنسنے سے بچائے۔ شرک کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "إن الله لا يغفر أن يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء" (یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے)

اللہ تعالیٰ نے شرک سے متعلق چار قواعد و ضوابط کو اپنی کتاب قرآن مجید میں بیان کیا ہے۔ شرک کو جاننے کے لئے ان چاروں قواعد کو جاننا ضروری ہے۔

یہ اس کتاب کا پہلا جزء یعنی مقدمہ ہے۔

خلاصہ: اس مقدمہ میں توحید کی حقیقت، دین کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کرنے کا بیان، اس کی اہمیت، شرک اور اس کے متعلقات سے بچنے کی تاکید، اس کے خطرات کی وضاحت اور اس کے بارے میں جانکاری حاصل کرنا کس قدر ضروری ہے، ان تمام باتوں کی وضاحت کی گئی ہے۔

مصنف کا قول [بسم اللہ الرحمٰن الرحیم]

بسم اللہ کے تعلق سے کلام "شرح ثلاثة الأصول" میں گزر چکا ہے۔

مصنف کا قول [میں اللہ کریم جو عرش عظیم کا رب ہے، سے دست بدعا ہوں کہ وہ دنیا و آخرت میں آپ کی سرپرستی فرمائے، آپ جہاں بھی رہیں آپ کو بابرکت بنائے]

یہ مصنف کتاب کی طرف سے قارئین اور سامعین کے لئے دعا ہے۔ اس سے مصنف کے حسن نیت اور حسن دعوت کا پتہ چلتا ہے۔ ہم انہیں ایسا ہی سمجھتے ہیں ویسے اصل محاسب اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ "شرح ثلاثة الأصول" میں یہ بات گزر چکی ہے کہ داعی اِلی اللہ کے لئے ضروری ہے کہ اس کے الفاظ بھی اچھے ہوں اور نیت بھی درست ہو۔

یہاں مصنف کتاب نے قارئین اور سامعین کے حق میں دو عظیم الشان چیزوں کے حصول کی دعا کی ہے:

1۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی سرپرستی فرمائے۔ اللہ تعالیٰ جس کی دنیا میں سرپرستی فرماتا ہے اس کے ساتھ وہ قوی ذات ہوتی ہے جو کبھی شکست نہیں کھاتی، اس کے ساتھ وہ ناصر و مددگار ہوتا ہے جو کبھی مغلوب نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "فنعم المولیٰ ونعم النصیر" (وہ بہت اچھا کارساز ہے اور بہت اچھا مددگار ہے) کوئی دشمن اس کے خلاف کامیاب نہیں ہو پاتا ہے اور شیطان کسی حال میں اس پر مسلط نہیں ہو سکتا ہے، الا یہ کہ اللہ کی مشیئت ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ألا إن أولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون" (یاد رکھو! اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں) اللہ تعالیٰ جس کی سرپرستی فرماتا ہے اس کے لئے ساری آسانیاں مہیا کر دیتا ہے اور تنگی و پریشانی سے اسے دور رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "الله ولي الذين آمنوا يخرجهم من الظلمات إلى النور" (ایمان لانے والوں کا کارساز اللہ تعالیٰ خود ہے، وہ انہیں

اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لے جاتا ہے) اللہ تعالیٰ آخرت میں جس کی سرپرستی فرمائے گا وہ ہر قسم کی گھبراہٹ اور دہشت سے مامون ہوگا، ہر طرح کی مصیبت سے نجات پالے گا اور اعلیٰ مقام و مرتبے سے سرفراز ہوگا۔

2۔ وہ جہاں بھی ہوں اللہ تعالیٰ انہیں بابرکت بنائے۔ مبارک وہ ہوتا ہے جسے اپنے وجود سے نفع اور خیر حاصل ہوتا ہے اور وہ اس طرح کہ وہ لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے، ان کے مفادات کے لئے کام کرتا ہے، ان کے درمیان صلح صفائی کراتا ہے۔ ان میں بھی سب سے اہم کام لوگوں کو تعلیم دینا ہے اور ان کی ان کاموں کی طرف رہنمائی کرنا ہے جو دینی اعتبار سے ان کے لئے مفید ہوں۔

مصنف کا قول [اور آپ کو ان بندوں کی فہرست میں شامل کرلے جو اللہ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرتے ہیں، ابتلاء و آزمائش پر صبر کرتے ہیں اور گناہوں کے ارتکاب پر مغفرت طلب کرتے ہیں۔ یہ تینوں چیزیں سعادت و کامرانی کا جلی عنوان ہیں۔]

یہ دعا بھی مصنف کی طرف سے قارئین و سامعین کے حق میں کی گئی ہے۔ اس میں مصنف کی طرف سے یہ رہنمائی موجود ہے کہ قارئین ان تینوں باتوں کو مضبوطی کے ساتھ اختیار کریں، کیونکہ یہ دنیا و آخرت کی سعادت و کامرانی کی جامع ہیں۔

ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الوابل الصیب" میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان لوگوں میں شامل فرمائے جو انعام پاکر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں، مصیبت و آزمائش میں صبر کرتے ہیں اور گناہ ہو جانے پر مغفرت طلب کرتے ہیں۔ یہ تینوں چیزیں بندے کی سعادت و خوش بختی کا جلی عنوان اور دنیا و آخرت میں کامیابی کی علامت ہے۔ ان تینوں احوال سے بندے کا تعلق کبھی ختم نہیں ہوتا ہے۔ بندہ ہمیشہ ان تین احوال کے درمیان ہی گردش کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو پانے کے بعد شکر گزاری ضروری ہے، ورنہ نعمتیں باقی نہیں رہتی ہیں۔ گناہ ہو جانے پر استغفار ضروری ہے، ورنہ ہلاکت یقینی ہے اور مصائب و تکالیف کے وقت صبر ضروری ہے، ورنہ اس سے ضرر لاحق ہوتا ہے اور انسان کمزور ہو جاتا ہے۔

مصنف نے اپنی کتاب کو پیش کرنے سے پہلے دعا سے آغاز اس لئے کیا ہے کہ اس کتاب میں جس چیز کی دعوت دی گئی ہے اسے قبول کرنے کی راہ آسان ہو۔ اس اسلوب کو اختیار کرنا ناگزیر ہے، اس سے غفلت برتنا مناسب نہیں ہے۔

مصنف کا قول [اللہ تعالیٰ اپنی اطاعت کی طرف آپ کی رہنمائی کرے آپ یہ بات جان لیں کہ حنیفیت ملت براہیمی کی پہچان ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وما خلقت الجن والإنس إلا ليعبدون" (میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں)]

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: پورا قرآن مجید اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حنیفیت سے مراد ملت براہیمی ہے۔ حنیفیت تنہا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور شرک سے الگ تھلگ رہنے کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی اس طریقہ سے کی جائے گی جس کا اس نے حکم دیا ہے اور جو طریقہ اس نے مشروع کیا ہے۔ عبادت کا مشروع طریقہ ہی حنیفیت میں داخل ہے، نئی ایجاد کردہ عبادات اس میں داخل نہیں ہیں۔

حنیف: سے مراد وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور اللہ کے علاوہ ہر ذات سے اعراض کرنے والا ہو۔ مصنف نے اس کتاب میں حنیف کی تشریح کرتے ہوئے کہا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں دین کو اس کے لئے خالص کرکے۔ اسی توحید کو لے کر سارے انبیائے کرام مبعوث ہوئے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: دین حنیف یہ ہے کہ تنہا اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی جائے اور اللہ کے علاوہ ہر ذات سے اعراض کیا جائے۔ یہی وہ اخلاص ہے جس کی ترجمانی کلمۂ حق اور کلمۂ طیبہ (لا إلہ إلّا ھو) سے کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملت براہیمی ہی کی اتباع کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ثم أوحينا إليك أن اتبع ملة ابراهيم حنيفا" (پھر ہم نے آپ کی جانب وحی بھیجی کہ آپ ملت ابراہیم حنیف کی پیروی کریں) یہی تمام رسولوں کی ملت ہے، یہی ملت توحید ہے۔

اس کے تعلق سے رسالہ (ثلاثة الأصول) کے تیسرے مقدمہ میں گفتگو ہو چکی ہے۔

مصنف کا قول [جب آپ نے یہ جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لئے آپ کو پیدا کیا ہے تو اسی کے ساتھ آپ یہ بھی جان لیں کہ جس طرح طہارت کے بغیر نماز کا کوئی تصور نہیں ہے اسی طرح عقیدۂ توحید کے بغیر اللہ تعالیٰ کی عبادت کا کوئی تصور نہیں ہے۔ جس طرح حدث لاحق ہونے سے طہارت زائل ہو جاتی ہے اسی طرح عبادت میں شرک کی آمیزش کی وجہ سے عبادت فاسد ہو جاتی ہے۔

جب آپ نے یہ جان لیا کہ شرک کی آمیزش کی وجہ سے عبادت فاسد ہو جاتی ہے، عمل برباد ہو جاتا ہے اور شرک کرنے والا ہمیشہ کے لئے جہنم کا مستحق بن جاتا ہے تو آپ نے یہ بھی جان لیا ہو گا کہ آپ کے لئے جس چیز کا جاننا سب سے اہم ہے وہ شرک ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے جال میں پھنسنے سے بچائے۔ شرک کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "إن الله لا يغفر أن يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء" (یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے)

اللہ تعالیٰ نے شرک سے متعلق چار قواعد و ضوابط کو اپنی کتاب قرآن مجید میں بیان کیا ہے۔ شرک کو جاننے کے لئے ان چاروں قواعد کو جاننا ضروری ہے۔]

مصنف نے اپنے مذکورہ بالا اقتباس میں شرک اور اس کے متعلقات سے عبادت کو پاک کرنے کی اہمیت کو بیان کیا ہے۔ انہوں نے اس میں یہ وضاحت بھی کی ہے کہ توحید کے بغیر عبادت مقبول نہیں ہوتی ہے اور انسان اگر نماز، روزہ اور حج و زکاۃ وغیرہ خیر کے کاموں کو انجام دے لیکن اسی کے ساتھ غیر اللہ کو مدد کے لئے پکارے یا غیر اللہ کے لئے جانور ذبح کرے یا غیر اللہ سے مدد، فریاد یا پناہ طلب کرے یا غیر اللہ سے خوف کھائے یا امید باندھے اور ان سارے کاموں کو عبادت سمجھ کر انجام دے تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبادت میں شرک کا ارتکاب کیا، اس کی وجہ سے وہ مشرک اور ہمیشہ کے لئے جہنم کا مستحق بن جائے گا، ہم اللہ سے پناہ کے طلبگار ہیں۔ پھر نماز، روزہ اور حج و زکاۃ سے اسے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو گا۔

اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: "ولقد أوحي إليك وإلى الذين من قبلك لئن أشركت ليحبطن عملك ولتكونن من الخاسرين" (یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلا شبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا) جب یہ خطاب انبیائے کرام سے ہے تو غیر انبیاء اس میں بدرجہ اولیٰ شامل ہوں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص اولیاء کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے: "ولو أشركوا لحبط عنهم ما كانوا يعملون" (اور اگر فرضاً یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وہ سب اکارت ہو جاتے)

حدیث قدسی میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: "میں شرک کرنے والے کے شرک سے بے نیاز ہوں۔ کسی نے کوئی عمل کیا اور اس میں میرے علاوہ کسی کو شریک ٹھہرایا تو میں اس کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔" (صحیح مسلم)

مصنف نے شرک کو نماز سے تشبیہ دی ہے کہ انسان اگر نماز کی ادائیگی کے لئے رکوع، سجدہ اور قیام کرے اور اللہ اکبر و سبحان اللہ کہے پھر نماز کے دوران اسے حدث لاحق ہو جائے تو اس کی نماز کے سارے اعمال باطل ہو جائیں گے اور نماز کا اعادہ واجب ہو گا۔[1] یہی حال شرک کا ہے، جب یہ عبادت میں شامل ہو جاتا ہے تو پوری عبادت کو باطل کر دیتا ہے، اللہ کی پناہ۔[2] جس طرح نماز کی قبولیت کے لئے طہارت شرط ہے اسی طرح اعمال کی قبولیت کے لئے توحید اور اخلاص شرط ہے۔

ان تمام باتوں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ شرک کو جاننا اور اس سے بچنا واجب ہے۔ اسی لئے یہاں ان قاعدوں کو بیان کیا جارہا ہے، اس لئے کہ بہت سے گمراہ لوگ اپنی گمراہیوں اور شرک کو خوشنما بنا کر پیش کرنے کے لئے توحید خالص کے تعلق سے شکوک و شبہات پیدا کر دیتے ہیں۔

پہلا قاعدہ: آپ یہ بات جان لیں کہ وہ کفار جن سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کی تھی، اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق، رازق اور مدبر کائنات ہے۔ اس اعتراف کے باوجود وہ اسلام میں داخل ہونے کا استحقاق حاصل نہیں کر سکے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:"قل من يرزقكم من السماء والأرض أمن يملك السمع والأبصار ومن يخرج الحي من الميت ويخرج الميت من الحي ومن يدبّر الأمر فسيقولون الله فقل أفلا تتقون"**(آپ کہئے کہ وہ**

(1) اس سے مراد عمل کا باطل ہونا ہے، ورنہ اس عمل پر ثواب حاصل ہو گا اِن شاء اللہ، لیکن نماز پڑھنے والے کو نماز دہرانے کے لئے کہا جائے گا۔

(2) شرک اصغر سے وہ عبادت باطل ہو جاتی ہے جس میں اس کی آمیزش ہوئی ہے اور شرک اکبر سے سارے اعمال باطل ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے۔ کتاب التوحید کی شرح میں شرک کی خطرناکی کا تذکرہ آچکا ہے۔ یہاں مصنف کے ذریعہ نماز سے شرک کی تشبیہ و تمثیل نہایت خوبصورت تشبیہ ہے۔

کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے کہ "اللہ" تو ان سے کہئے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے۔)

پہلا قاعدہ اور اس کا خلاصہ: اسلام میں داخل ہونے اور شرک سے دامن بچانے کے لئے صرف توحید ربوبیت کا اقرار کافی نہیں۔ اس کے لئے صرف ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی ضروری ہے۔

اس کی مزید وضاحت: وہ کفار جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کی تھی وہ اجمالی طور پر توحید ربوبیت کا اقرار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی وضاحت اپنی کتاب مقدس کی بہت سی آیات میں کی ہے۔ ان میں سے ایک بہت واضح آیت کو مصنف نے یہاں نقل بھی کیا ہے۔ اس کے باوجود ان کفار مکہ کا اقرار توحید ربوبیت انہیں شرک سے بچا نہیں سکا اور جہنم کے عذاب سے انہیں نجات نہیں دلا سکا، کیونکہ ان کے توحید عبادت میں نقص تھا، وہ لوگ کئی طرح کی عبادات کو غیر اللہ کے لئے انجام دیتے تھے۔

اس مسئلہ میں یہ جاننا ضروری ہے کہ ہم کفار کے توحید ربوبیت کے اقرار کو دو باتوں سے مقید کرتے ہیں۔

پہلی بات یہ کہ کفار کا توحید ربوبیت کا اقرار مجمل تھا اور یہ اجمال دو اعتبار سے تھا:

1۔ **اقرار کے اعتبار سے:** اور وہ اس طرح سے کہ کچھ کفار ربوبیت کے کچھ پہلوؤں کا انکار کرتے تھے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں وضاحت کی گئی ہے: "میرے کچھ بندے مجھ پر ایمان رکھنے والے ہیں اور کچھ کفر کرنے والے ہیں۔ جس نے یہ کہا کہ اللہ کے فضل و کرم اور اس کی رحمت سے ہمارے لئے بارش ہوئی تو وہ بندہ مجھ پر ایمان رکھنے والا ہے اور ستارہ کی ربوبیت کا انکار کرنے والا ہے، لیکن جس نے یہ کہا: فلاں فلاں نچھتر کی وجہ سے ہمارے لئے بارش ہوئی تو وہ بندہ میری ربوبیت کا انکار کرنے والا ہے اور ستارہ کی ربوبیت پر ایمان رکھنے والا ہے۔"(متفق علیہ)

اسی قبیل سے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کا انکار ہے اور ستاروں، تعویذوں، بدفالی اور جادو کے بارے میں ان کے کچھ اعتقادات ہیں۔ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ کفار مکہ کا اقرار ربوبیت مجمل تھا۔

2۔ ربوبیت کے بعض پہلوؤں کے اعتبار سے: کچھ کفار ربوبیت سے متعلق کئی باتوں کا انکار کرتے تھے جیسا کہ ابھی اوپر کی سطروں میں گزرا۔ ان میں سے سب سے زیادہ واضح کفر مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کا انکار تھا۔

اسی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ اکثر کفار ربوبیت سے متعلق اکثر باتوں کا اقرار کرتے تھے۔ وہ لوگ ربوبیت کے بعض پہلوؤں کا انکار کرتے تھے یا کچھ کفار ربوبیت کی کچھ باتوں کا انکار کرتے تھے۔

دوسری بات یہ کہ کفار کا توحید ربوبیت کا اقرار مومنوں کے اقرار کی طرح نہیں تھا، بلکہ ان کا یہ اقرار ناقص تھا۔ اگر ان کا اقرار کامل ہوتا تو ضرور ایک اللہ کی عبادت کی طرف ان کی رہنمائی کرتا۔

اسی لئے شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کہتے ہیں: توحید ربوبیت ہی اصل ہے، توحید الوہیت میں وہی لوگ غلطی کرتے ہیں جو توحید ربوبیت کے عقیدہ کو اس کا مکمل حق نہیں دیتے ہیں۔

شیخ سلیمان بن عبد اللہ کہتے ہیں: توحید کی تینوں قسمیں ایک دوسرے کے ساتھ لازم ملزوم ہیں، ان میں سے کوئی بھی قسم دوسرے سے الگ نہیں ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی شخص توحید کی ان تینوں قسموں میں سے کچھ کا عقیدہ رکھے اور کچھ کا نہ رکھے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے توحید کی جس قسم کا عقیدہ رکھا ہے اسے مکمل طور پر نہیں اپنایا ہے جو دین میں مطلوب ہے۔

شیخ محمد بن ابراہیم کہتے ہیں: کفار مکہ کا اقرار ربوبیت ناقص تھا۔ اگر اللہ کی ربوبیت پر ان کا حقیقی ایمان ہوتا تو ان کا عمل بھی اس کے مطابق ہوتا۔ اگر ان کا اس بات پر ایمان کامل ہوتا کہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات خالق اور رازق ہے تو وہ اللہ کی مخلوق میں سے کسی کو اس کا ہمسر نہیں بناتے۔ ربوبیت کے اقرار کے باوجود ان کا عقیدۂ ربوبیت کمزور اور ناقص تھا۔ اگر ان کا عقیدۂ ربوبیت کامل ہوتا تو تنہا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے معاملہ میں وہ پیچھے نہیں رہتے۔

شیخ حافظ حکمی کہتے ہیں: اس سے آپ کے لئے میری وہ بات واضح ہو گئی ہو گی جو میں نے اوپر کہی ہے کہ الوہیت میں شرک، ربوبیت اور اسماء وصفات میں شرک کو مستلزم ہے یعنی الوہیت میں شرک کا ارتکاب کرنے سے یہ لازم آتا ہے کہ بندہ ربوبیت اور اللہ کے اسماء وصفات میں بھی شرک کا مرتکب ہے۔

اس بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ مطلق طور پر یہ کہنا کہ کفار قریش کچھ چیزوں پر ایمان رکھتے تھے یا توحید ربوبیت کا اقرار کرتے تھے، اختصار اور اجمال ہے۔

اس قاعدہ سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں:

1۔ کفار عرب جن کے درمیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تھی، کے شرک کی حقیقت بالکل واضح ہو کر سامنے آگئی۔

2۔ ان لوگوں کے شبہات کا رد کیا جائے گا جو عقیدۂ توحید کو توحید ربوبیت پر منحصر سمجھتے ہیں اور توحید ربوبیت کا اقرار کرنے والے کو موحد ثابت کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے نزدیک غیر اللہ کو مدد کے لئے پکارنے والا، غیر اللہ سے فریاد کرنے والا اور غیر اللہ کے لئے جانور ذبح کرنے والا مشرک نہیں ہے، الا یہ کہ وہ اسے مستقل طور پر نفع ونقصان کا مالک سمجھے جس کی طرف اس نے توجہ کی ہے۔ "کشف الشبہات" کی شرح میں اس پر تفصیلی رد آئے گا اِن شاء اللہ۔

دوسرا قاعدہ: کفار کہتے تھے کہ ہم صرف قربت کے حصول کے لئے اور شفاعت کو حاصل کرنے کے لئے ان معبودوں کو پکارتے ہیں اور ان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ حصول قربت کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: "والذين اتخذوا من دونه أولياء ما نعبدهم إلّا ليقربونا إلى الله زلفى إن الله يحكم بينهم في ما هم فيه يختلفون إن الله لا يهدي من هو كاذب كفّار" **(جن لوگوں نے اس کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرا دیں، یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں اس کا (سچا) فیصلہ اللہ (خود) کرے گا۔ جھوٹے اور ناشکرے (لوگوں) کو اللہ تعالیٰ راہ نہیں دکھاتا)**

شفاعت کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:"ویعبدون من دون الله ما لا یضرھم ولا ینفعھم ویقولون ھؤلاء شفعاؤنا عند الله" (اور یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہنچا سکیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں)

شفاعت دو طرح کی ہے:

1۔وہ شفاعت جس کی نفی کی گئی ہے۔

2۔وہ شفاعت جو ثابت ہے۔

جس شفاعت کی نفی کی گئی ہے وہ شفاعت ہے جو غیر اللہ سے ان امور میں طلب کی جاتی تھی جن پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی قادر نہیں ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:"یا أیھا الذین آمنوا أنفقوا مما رزقناکم من قبل أن یاتي یوم لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ والکافرون ھم الظالمون" (اے ایمان والو! جو ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہو اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ تجارت ہے نہ دوستی اور شفاعت اور کافر ہی ظالم ہیں)

ثابت شدہ شفاعت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے طلب کی جائے گی۔ اس میں شفاعت کرنے والا شفاعت کرکے باعزت مقام پر فائز ہوگا اور جس کے لئے شفاعت کی جائے گی اس کے قول و عمل سے پہلے اللہ تعالیٰ راضی و خوش ہوگا، پھر وہ شفاعت کرنے کی اجازت دے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "من ذا الذي یشفع عندہ إلا بإذنہ"(کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کرسکے)

دوسرا قاعدہ اور اس کا خلاصہ: اس میں ان کفار عرب کے شرک کو بیان کیا گیا ہے جن کے درمیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تھی۔

جب مصنف نے گزشتہ قاعدہ کے تحت یہ بیان کیا تھا کہ کفار عرب ربوبیت کا اقرار کرتے تھے وہیں پر یہ بھی واضح کر دیا تھا کہ اقرار ربوبیت کے باوجود ان کا خون بہانا اس وجہ سے جائز ہوا کہ وہ عبادات کی کئی قسموں کو غیر اللہ کے لئے انجام دیتے تھے اور ان کے ذریعہ ان کی قربت وشفاعت کا قصد کرتے تھے۔

کفار عرب دعا، ذبح اور نذر جیسی عبادات کو اپنے خود ساختہ معبودوں کے لئے انجام دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم ان سے یہ امید رکھتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ سے کئی درجہ قریب کر دیں گے، اس لئے کہ ان معبودوں کا اللہ کے نزدیک مقام ومرتبہ ہے۔ جب ہم دعا، ذبح اور نذر جیسی عبادات کے ذریعہ ان معبودوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو وہ ہمارے اور اللہ کے درمیان واسطہ بن جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہماری سفارش کرتے ہیں۔

یہی عمل بعد میں آنے والوں کا رہا۔ ان لوگوں نے اولیاء اور صالحین کی طرف توجہ کی، ان کے لئے دعا، ذبح اور خوف و امید جیسی اہم اور عظیم الشان عبادات کو انجام دیا، ان لوگوں نے یہ بھی سمجھا کہ ان کاموں کی وجہ سے وہ شرک میں مبتلا نہیں ہوئے، اس لئے کہ انہوں نے ان کاموں کے ذریعہ شفاعت کے حصول اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربت پانے کا ارادہ کیا ہے، انہوں نے ان اولیاء وصالحین کی عبادت کا ارادہ نہیں کیا ہے۔

اسی لئے شیخ نے اس قاعدہ کو بیان کرکے یہ واضح کر دیا ہے کہ متاخرین کا یہ فعل اور یہ اعتقاد بعینہ کفار قریش کا فعل اور اعتقاد ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کفار قریش کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے: "والذين اتخذوا من دونه أولياء ما نعبدهم إلّا ليقربونا إلى الله زلفى إن الله يحكم بينهم في ما هم فيه يختلفون إن الله لا يهدي من هو كاذب كفّار" (جن لوگوں نے اس کے سواء اولیاء بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرا دیں۔ یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں اس کا (سچا) فیصلہ اللہ (خود) کرے گا، جھوٹے اور ناشکرے (لوگوں) کو اللہ تعالیٰ راہ نہیں دکھاتا)

دوسری جگہ ان کفار کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"ويعبدون من دون الله ما لا يضرهم ولا ينفعهم ويقولون هؤلاء شفعاؤنا عند الله" (اور یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہنچا سکیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں)

اس مسئلہ کے تعلق سے کچھ اور باتیں اور اس تقرب کی کچھ اور شکلوں کا بیان رسالہ نواقض الاسلام کی شرح میں آئے گا اِن شاء اللہ۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: جس نے اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان اس طرح کے واسطوں کو تسلیم کیا جو بادشاہوں اور رعایا کے درمیان ہوتے ہیں تو وہ مشرک ہے۔ یہ مشرکین اور بتوں کے پجاریوں کا دین ہے۔............. یہ شرک کی وہ قسم ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے نصاری کی نکیر کی ہے۔

یہ لوگ اس طرح کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ سفارشی ایسے ہی ہیں جیسے بادشاہ کے دربار میں وزیر ہوتے ہیں اور وہ رعایا میں سے جس کی چاہتے ہیں سفارش کرتے ہیں اور جیسے کہ ایک دوست دوسرے دوست کے لئے سفارش کرتا ہے۔

سعدی کہتے ہیں: ان لوگوں نے اس اخلاص کو ترک دیا جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا اور اللہ کے حرام کردہ کاموں میں سب سے سنگین کام یعنی شرک کے ارتکاب کی جرءت کی۔ وہ ذات جس کی مشابہت کسی بھی چیز میں موجود نہیں ہے اور جو عظمت والا حقیقی بادشاہ ہے اسے دنیا کے بادشاہوں پر قیاس کر لیا۔ ان لوگوں نے اپنی فاسد اور مریضانہ ذہنیت کی وجہ سے یہ سمجھ لیا کہ جس طرح دنیا کے بادشاہوں تک سفارش کرنے والے بڑے لوگوں کی وساطت کے بغیر رسائی حاصل نہیں ہوتی ہے اور وہاں جس طرح وزراء رعایا کی ضرورتوں کو بادشاہ کے سامنے پیش کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات بھی اسی طرح ہے۔ ان لوگوں کا یہ قیاس نہایت فاسد اور احمقانہ ہے، کیونکہ اس قیاس کی بنیاد پر خالق و مخلوق کو ایک ہی حیثیت کا سمجھ لیا گیا ہے جبکہ عقلاً نقلاً اور فطرتاً اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ خالق و مخلوق کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔

دنیا کے بادشاہوں کو ان کے اور رعایا کے درمیان واسطہ بننے والے کی ضرورت ہوتی ہے، اس لئے کہ وہ رعایا کے احوال سے واقف نہیں ہوتے ہیں، لہذا انہیں کوئی ایسا شخص درکار ہوتا ہے جو انہیں رعایا کے احوال سے مطلع کرے۔[1]

---

(1) کبھی اس بے خبری کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ رعایا کے درمیان عدل وانصاف نہیں کرتے ہیں۔

اس تعلق سے رب تعالیٰ کا معاملہ بالکل الگ ہے۔ اس کے علم نے تمام امور و معاملات کے ظاہر و پوشیدہ حصے کا احاطہ کر رکھا ہے۔ وہ کسی ایسی مخلوق کا محتاج نہیں ہے جو اسے بندوں کے احوال سے واقف کرائے۔

اس کے بعد مصنف رحمہ اللہ نے یہ بیان کیا ہے کہ وہ شفاعت باطل ہے جس کی یہ لوگ امید رکھتے ہیں۔ اس شفاعت کا کوئی فائدہ ان کو نہیں پہنچنے والا ہے، بلکہ یہ قیامت کے دن ان کے لئے وبال ہوگی۔ کتاب التوحید کی شرح میں شفاعت کی قسموں کا بیان گزر چکا ہے۔

اس قاعدہ سے مستفاد باتیں:

مشرکین کے پیدا کردہ شکوک وشبہات کا رد کیا جائے گا۔ ان کے کچھ شکوک وشبہات مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ اگلے لوگوں کا شرک ربوبیت میں شرک تھا۔

2۔ اللہ کے نزدیک نیک لوگوں کا مرتبہ ہے، ہم ان سے اس لئے طلب کرتے ہیں کہ وہ ہم سے زیادہ اللہ سے قریب ہیں، ہم تو گنہگار لوگ ہیں۔

3۔ اگلے لوگ جب غیر اللہ کی طرف توجہ کرتے تھے تو وہ تاثیر، نفع اور ضرر کا اعتقاد رکھتے تھے۔ ہم نے ان کو صرف واسطہ بنایا ہے۔

ان تمام شبہات کا تفصیلی جواب "کشف الشبہات" کی شرح میں آئے گا اِن شاءاللہ۔

تنبیہ: حق بات یہ ہے کہ کفار عرب اور ان سے پہلے گزری ہوئی قوموں میں جو کفار ہوئے ان سب کا شرک اس بات کے ساتھ خاص تھا کہ وہ حصول شفاعت و قربت کے لئے غیر اللہ کی عبادت کرتے تھے، لیکن ان میں سے کچھ ایسے بھی تھے جو غیر اللہ سے نفع وضرر پہنچنے کا عقیدہ رکھتے تھے۔ کہانت وغیرہ کے مسئلہ میں ایسا تھا۔ ہود علیہ السلام کی قوم کے بارے میں آیا ہے کہ ان لوگوں نے کہا تھا: "إن نقول إلّا اعتراك بعض آلهتنا بسوء" (بلکہ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ تو ہمارے کسی معبود کے برے جھپٹے میں آگیا ہے) یعنی ہمارے کسی معبود کے برے اثر کی وجہ سے تمہیں جنون وغیرہ لاحق ہو گیا۔ ابن جریر نے مجاہد سے یہی تفسیر نقل کی ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں سورۃ الانعام میں آیا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا: "ولا أخاف ما تشركون به" (میں ان سے نہیں ڈرتا ہوں جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو) نیز انہوں نے یہ بھی کہا تھا: "وكيف أخاف ما أشركتم" (میں ان سے کیسے ڈروں جن کو تم نے شریک کیا ہوا ہے) ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کی احمقانہ باتوں کے جواب میں یہ باتیں کہی تھیں۔ ان کی قوم کے لوگوں نے ان سے کہا تھا کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ ہمارے معبودوں کے برے اثرات کی وجہ سے تمہیں برص یا دیوانگی ہو گئی ہے، اس لئے کہ تم ان معبودوں کا برے انداز سے تذکرہ کرتے ہو۔ ابن جریر نے یہ تفسیر نقل کی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں سورۃ العنکبوت میں آیا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا: "إن الذين تعبدون من دون الله لا يملكون لكم رزقا" (جن کی تم اللہ کے سوا پوجا پاٹ کر رہے ہو وہ تو تمہاری روزی کے مالک نہیں)

ابن ابی العز نے شرح عقیدہ طحاویہ میں لکھا ہے: بہت سے مشرکین عرب اور دوسری قومیں اللہ کی مرضی کے بغیر اپنے معبودوں کے ذریعہ نفع و نقصان پہنچنے کا عقیدہ رکھتی تھیں۔

شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: مشرکین اولین میں کم ہی لوگ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ جو ان کے معبود کی پناہ میں آئے گا اسے مستقل طور پر نفع حاصل ہو گا اور وہ نقصان سے دور رہے گا۔

تیسرا قاعدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لوگوں کے درمیان مبعوث ہوئے تھے جو مختلف مخلوقات کی عبادت کرتے تھے۔ ان میں سے کچھ لوگ فرشتوں کی عبادت کرتے تھے، کچھ انبیاء کو پوجتے تھے، کچھ نیک لوگوں کی پرستش کرتے تھے، کچھ لوگ درختوں اور پتھروں کی پوجا پاٹ کرتے تھے، کچھ سورج اور چاند کے پجاری تھے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان تفریق کئے بغیر سب کے ساتھ جنگ کی۔

اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: "وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين كله لله" (اور تم ان سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فساد عقیدہ نہ رہے اور دین اللہ کا ہی ہو جائے)

سورج اور چاند کو پوجنے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:"ومن آياته الليل والنهار والشمس والقمر لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا لله الذي خلقهن إن كنتم إياه تعبدون" (اور دن رات اور سورج چاند بھی (اسی کی) نشانیوں میں سے ہیں تم سورج کو سجدہ نہ کرو نہ چاند کو بلکہ سجدہ اس اللہ کے لئے کرو جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے، اگر تمہیں اسی کی عبادت کرنی ہے تو)

فرشتوں کی پرستش کرنے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: "ولا يأمركم أن تتخذوا الملائكة والنبيين أربابا" (اور یہ نہیں (ہو سکتا) کہ وہ تمہیں فرشتوں اور نبیوں کو رب بنا لینے کا حکم کرے)

انبیاء کی عبادت کرنے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:"وإذ قال الله يا عيسى ابن مريم أأنت قلت للناس اتخذوني وأمي إلهين من دون الله قال سبحانك ما يكون لي أن أقول ما ليس لي بحق إن كنت قلته فقد علمته تعلم ما في نفسي ولا أعلم ما في نفسك إنك أنت علّام الغيوب" (اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے عیسی ابن مریم! کیا تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی علاوہ اللہ کے معبود قرار دے لو! عیسی عرض کریں گے کہ میں تو تجھ کو منزہ سمجھتا ہوں، مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہیں، اگر میں نے کہا ہو گا تو تجھ کو اس کا علم ہو گا۔ تو تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتا ہے اور میں تیرے نفس میں جو کچھ بھی ہے اس کو نہیں جانتا۔ تمام غیبوں کا جاننے والا تو ہی ہے۔)

نیک لوگوں کی عبادت کرنے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:"أولئك الذين يدعون يبتغون إلى ربهم الوسيلة أيهم أقرب ويرجون رحمته ويخافون عذابه" (جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود

وہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے خوفزدہ رہتے ہیں)

درختوں اور پتھروں کو پوجنے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:"أفرأيتم اللات والعزى ومناة الثالثة الأخرى"(کیا تم نے لات اور عزی کو دیکھا اور منات تیسرے پچھلے کو)

نیز ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین کے لئے نکلے، ہم لوگ کچھ عرصہ قبل ہی کفر سے تائب ہوئے تھے، مشرکین کا ایک بیری کا درخت تھا جس کے پاس وہ تعظیماً کھڑے ہوتے تھے اور اپنے اسلحے اس درخت سے لٹکاتے تھے، اسے ذات انواط کہا جاتا تھا۔ ہم لوگ بیری کے ایک درخت کے پاس سے گزرے تو ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ہم لوگوں کے لئے بھی کوئی ذات انواط متعین کر دیجئے جیسا کہ ان مشرکین کا ذات انواط ہے.... الحدیث۔

تیسرا قاعدہ اور اس کا خلاصہ: شرک یہ ہے کہ عبادت کو غیر اللہ کے لئے انجام دیا جائے، چاہے وہ جو بھی ہو جس کے لئے عبادت انجام دی جائے، چاہے وہ کوئی بڑا ہو یا حقیر، چاہے وہ کوئی عاقل ہو یا غیر عاقل۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"ولا تشركوا به شيئًا" (تم لوگ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو) یہاں "شيئًا" کو نکرہ استعمال کیا گیا ہے جس میں چھوٹی بڑی ہر چیز شامل ہو جائے گی۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"فلا تدعوا مع الله أحدًا"(تم لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو) اس آیت میں بھی "أحدًا" نکرہ ہے جس میں ہر ایک شامل ہو گا۔

مزید وضاحت: وہ مشرکین جن کی اصلاح کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تھی، غیر اللہ کی عبادت کے معاملہ میں مختلف تھے، یعنی سارے مشرکین کسی ایک چیز کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ ان میں سے کچھ لوگ فرشتوں کی

عبادت کرتے تھے، کچھ لوگ انبیاء اور نیک لوگوں کو معبود بنائے ہوئے تھے، کچھ لوگ درختوں اور پتھروں کو پوجتے تھے اور کچھ ایسے بھی تھے جو سورج اور چاند کی پرستش کرتے تھے۔ اس کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی دعوت دی اور حکم کے اعتبار سے ان کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا۔ ان میں سے جو نیک لوگوں کی عبادت کرتے تھے ان کے شرک کو شجر و حجر کے پرستاروں کے شرک سے ہلکا نہیں سمجھا۔ آپ نے دین اسلام کی شان اور پہچان کلمۂ توحید کی خاطر ان سب سے جنگ کی یہاں تک کہ سارا دین اللہ کا ہو گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد بھی ہے: "وقاتلوهم حتی لا تکون فتنة ویکون الدین کله لله" (اور تم ان سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فساد عقیدہ نہ رہے اور دین اللہ کا ہی ہو جائے) اب یہ مسئلہ پوری طرح واضح ہو چکا ہے۔

اس قاعدہ سے مستفاد باتیں:

اس شخص کے شبہ کا رد کیا جائے گا جو یہ کہتا ہے کہ نیک لوگوں کی پناہ میں آنا شرک نہیں ہے۔ کفار قریش کے عمل کو شرک اس لئے گردانا گیا کہ وہ لوگ عبادت کے لئے پتھروں اور درختوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ لوگ نیک لوگوں کو شجر و حجر کی صف میں کیوں رکھتے ہیں؟

اس شبہ کا تفصیلی جواب "کشف الشبھات" کی شرح میں آئے گا اِن شاءاللہ۔

مسئلہ: یہاں پر شیخ نے متعدد معبودوں کا تذکرہ کیا ہے اللہ کے سوا جن کی عبادت کی جاتی تھی۔ انہوں نے ان معبودوں کی عبادت کے دلائل بھی قرآنی آیات کی روشنی میں ذکر کئے ہیں۔ ان معبودوں یعنی فرشتے، انبیاء، جن، سورج، چاند اور ستارے کی عبادت کی کیفیت اور ان کے تعلق سے لوگوں کے اعتقاد کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔

کچھ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ غیر اللہ کی عبادت کے معاملہ میں شبہ کی بنیاد ان کا یہ اعتقاد تھا کہ ان معبودوں کے اندر نیک لوگوں کی روحیں موجود ہیں۔ یہ لوگ پتھروں، درختوں اور ستاروں کی طرف اس اعتقاد کی وجہ سے متوجہ ہوتے تھے کہ ان پتھروں اور درختوں وغیرہ میں نیک روحیں حلول کر گئی ہیں۔ یہ نیک روحیں اللہ کے پاس جاتی ہیں، لوگوں کی حاجتیں اللہ

تک پہنچاتی ہیں اور اللہ کے نزدیک لوگوں کے لئے واسطہ بنتی ہیں۔ فرشتوں کے بارے میں لوگوں کا یہ خیال تھا کہ ان کی روحیں ہر جگہ پھیلی ہوئی ہیں، لہذا لوگ انہیں پکارتے اور کبھی ایسا ہوتا کہ جن انہیں جواب دیتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ویوم یحشرهم جمیعا ثم یقول للملائکة أهؤلاء إیاکم کانوا یعبدون قالوا سبحانك أنت ولینا من دونهم بل کانوا یعبدون الجن أکثرهم بهم مؤمنون" (اور ان سب کو اللہ اس دن جمع کرکے فرشتوں سے دریافت فرمائے گا کہ کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے، وہ کہیں گے تیری ذات پاک ہے اور ہمارا ولی تو تو ہے، نہ کہ یہ بلکہ یہ لوگ جنوں کی عبادت کرتے تھے، ان میں کے اکثر کا ان ہی پر ایمان تھا۔)

ان لوگوں کا جنوں کی عبادت کرنا شرکیہ طور پر فرشتوں وغیرہ کی اطاعت کرنے کی وجہ سے تھا۔ یہ لوگ معبود سمجھ کر جس کی عبادت کرتے تھے وہاں جن ان سے مخاطب ہو کر انہیں فتنہ میں مبتلا کرتا تھا، ان معبودوں کی شکلیں اختیار کرتا تھا اور کبھی ان کی کچھ ضرورتوں کو بھی پوری کر دیتا تھا۔ یہ ساری چیزیں اسی حساب سے واقع ہوتیں جتنی اللہ تعالیٰ راہ سے بھٹکنے والوں کے لئے مقدر کر دیتا تھا۔ آج کے زمانہ میں قبر کی پرستش کرنے والوں کو بھی یہی کچھ حاصل ہوتا ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: جو شخص غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ دراصل شیطان کو پوجتا ہے، اگرچہ وہ یہ سمجھتا ہو کہ وہ فرشتے اور انبیاء وغیرہ کی عبادت کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ویوم یحشرهم جمیعا ثم یقول للملائکة أهؤلاء إیاکم کانوا یعبدون قالوا سبحانك أنت ولینا من دونهم بل کانوا یعبدون الجن أکثرهم بهم مؤمنون" (اور ان سب کو اللہ اس دن جمع کرکے فرشتوں سے دریافت فرمائے گا کہ کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے، وہ کہیں گے تیری ذات پاک ہے اور ہمارا ولی تو تو ہے، نہ کہ یہ بلکہ یہ لوگ جنوں کی عبادت کرتے تھے، ان میں کے اکثر کا ان ہی پر ایمان تھا۔) فرشتے، انبیاء اور نیک لوگوں کی عبادت کرنے والوں کے سامنے شیاطین ان کی شکلیں بنا کر ظاہر ہوتے ہیں اور ان سے مخاطب ہوتے ہیں، یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ فرشتہ، نبی یا ولی ان سے مخاطب ہوا جبکہ وہ شیطان ہوتا ہے، اس نے فرشتوں میں سے کسی فرشتہ کی شکل اختیار کر لی تھی۔ یہی صورت حال ستاروں کے پرستاروں، اصحاب عزائم اور طلسمات سے تعلق رکھنے والوں کے ساتھ پیش آتی ہے۔ یہ لوگ چند نام رکھ لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ فرشتوں کے نام ہیں مثلاً منطظرون وغیرہ، یہ دراصل جنوں کے نام ہیں۔

یہی حال ان لوگوں کا ہے جو مخلوق میں سے انبیاء، اولیاء اور فرشتے وغیرہ کو پکارتے ہیں، شیطان ان میں سے کسی کی شکل اختیار کر لیتا ہے جسے پکارنے والا پکار رہا ہوتا ہے، پکارنے والا سمجھتا ہے کہ یہ وہی نبی یا نیک آدمی ہیں جن کو اس نے پکارا ہے

حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے جس نے اس کی صورت اختیار کرلی ہے یا شیطان یہ کہتا ہے کہ میں ہی ہوں وہ جسے تونے پکارا ہے، اس طرح شیطان خاص طور پر اس شخص کو دھوکہ دیتا ہے جو اپنے مدعو کی شکل وصورت سے واقف نہیں ہوتا ہے۔

ایسا اکثر ان نصاری اور خود کو مسلمان کہنے والوں کے ساتھ پیش آتا ہے جو مخلوق کو پکارتے ہیں۔ یہ لوگ مردوں کو ان کی قبروں کے پاس پکارتے ہیں یا ان کی غیر موجودگی میں پکارتے ہیں، ان سے فریاد کرتے ہیں تو ان کے پاس کوئی آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ہی ہوں وہ جس سے فریاد کی گئی، وہ انسانی شکل میں آتا ہے، کبھی وہ سواری پر سوار ہوتا ہے، کبھی بغیر سواری کے ہوتا ہے، فریاد کرنے والا سمجھتا ہے کہ یہی وہ نبی یا نیک آدمی ہیں یا ان کی خفیہ شکل ہے یا ان کی روحانیت ہے یا ان کی بدلی ہوئی شکل ہے یا ان کا تشکیل شدہ مفہوم ہے۔ یا آنے والا یہ کہتا ہے کہ وہ فلاں فرشتہ ہے، اس کی اصلی شکل میں آیا ہے حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات میں شرک کے ارتکاب کی وجہ سے اسے گمراہ کرنے کے لئے آتا ہے۔ وہ چونکہ غیر اللہ کو پکارتا ہے چاہے وہ مردہ ہو یا کچھ اور تو اس شرک کی وجہ سے شیطان کا اس پر تسلط ہو جاتا ہے۔ پکارنے والا سمجھتا ہے کہ اس نے نبی کو یا نیک آدمی کو یا فرشتہ کو پکارا ہے تو اسی نے اس کے لئے سفارش کی ہے یا اسی نے اس کی دعا و پکار کو سنا ہے، حالانکہ وہ شیطان ہے، اس نے دعا کرنے والے کے ساتھ مکر کیا ہے تاکہ اسے کفر و گمراہی کی گہرائی میں لے جائے۔

ہر وہ شخص جو دین کو اللہ کے لئے خالص کرکے اس کی عبادت نہیں کرتا تو وہ یقینی طور پر شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے اور غیر اللہ کی عبادت کرنے لگتا ہے اور حقیقت میں وہ شیطان کی عبادت کرتا ہے۔ بنو آدم میں سے ہر شخص یا تو رحمٰن کا عبادت گزار ہے یا شیطان کا پجاری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ومن يعش عن ذكر الرحمٰن نقيض له شيطانا فهو له قرين وإنهم ليصدونهم عن السبيل ويحسبون أنهم مهتدون حتى إذا جاءنا قال يا ليت بيني وبينك بعد المشرقين فبئس القرين ولن ينفعكم اليوم إذ ظلمتم أنكم في العذاب مشتركون" (اور جو شخص رحمٰن کی یاد سے غفلت کرے ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں وہی اس کا ساتھی رہتا ہے اور وہ انہیں راہ سے روکتے ہیں اور یہ اسی خیال میں رہتے ہیں کہ یہ ہدایت یافتہ ہیں، یہاں تک کہ جب وہ ہمارے پاس آئے گا کہے گا کاش! میرے اور تیرے درمیان مشرق اور مغرب کی دوری ہوتی (تو) بڑا برا ساتھی ہے اور جبکہ تم ظالم ٹھہر چکے ہو تو تمہیں آج ہر گز تم سب کا عذاب میں شریک ہونا کوئی نفع نہ دے گا) دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "إن الذين آمنوا والذين هادوا والصابئين والنصارى والمجوس والذين أشركوا إن الله يفصل بينهم يوم القيامة إن الله على كل شيء شهيد" (**بیشک اہل ایمان اور یہودی اور صابی اور نصرانی اور مجوسی اور مشرکین ان سب کے درمیان قیامت کے دن خود اللہ تعالیٰ فیصلے کر دے گا، اللہ تعالیٰ ہر ہر چیز پر گواہ ہے**)

ابنائے آدم عبادت و پرستش کے اعتبار سے آیت میں مذکور چھ قسموں میں محدود ہیں۔ اس کی تفصیل دوسری جگہ آئے گی۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے "کتاب النبوات" میں کہا ہے کہ جو لوگ ستاروں سے دعا کرتے ہیں ان پر کچھ اشخاص نازل ہوتے ہیں جنہیں یہ لوگ ستاروں کی روحانیت کا نام دیتے ہیں، وہ دراصل شیطان ہوتا ہے، جب اس نے شرک کیا تو اسے گمراہ کرنے کے لئے اس پر اتر آیا۔ شیاطین بتوں کے اندر بھی داخل ہو جاتے ہیں، وہ کچھ لوگوں سے ہم کلام بھی ہوتے ہیں، کبھی وہ مجاوروں وغیرہ کو نظر آجاتے ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ شرک کرنے والا اپنے غیر موجود شیخ سے فریاد کرتا ہے تو کوئی جنی اس شیخ کی آواز کی نقل کرتی ہے تو فریاد کرنے والا سمجھتا ہے کہ طویل مسافت کے باوجود شیخ نے مرید کی آواز سن لی ہے، پھر شیخ جواب دیتا ہے لیکن اصلاً وہ جنی کی آواز ہوتی ہے جو مرید کے لئے شیخ کی آواز کی نقل اتارتی ہے اور مرید سمجھتا ہے کہ شیخ نے اس کی آواز سن کر جواب دیا ہے، ورنہ تو انسان کی آواز کا ایک دو دن یا اس سے زیادہ کی مسافت تک پہنچ جانا محال ہے۔ کبھی مرید کو کوئی شخص تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے تو جنی اس تکلیف کو دور کر دیتی ہے اور مرید کو لگتا ہے کہ شیخ نے ہی اس تکلیف کو دور کیا ہے۔ کبھی کوئی شخص مرید کو پتھر مارتا ہے تو جنی اس پتھر کی زد میں آنے سے اسے بچالیتی ہے، پھر شیخ کو بھی اسی طرح کا پتھر لگتا تاکہ وہ کہہ سکے کہ میں نے تم کو پتھر کے ضرب سے بچایا تھا اور یہ میرے جسم پر اس کا نشان موجود ہے۔ کبھی وہ لوگ کھانا کھا رہے ہوتے ہیں تو شیطان شیخ کی صورت بنا کر سامنے آتا ہے اور کھانے میں ہاتھ ڈالتا ہے حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے جو ان لوگوں کے کھانے میں ہاتھ ڈالتا ہے تاکہ شیخ کے بارے میں لوگوں کو یہ وہم ہو کہ شیخ کا ہاتھ شام سے مصر تک پھیل کر برتن تک پہنچ گیا۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی بات ختم ہوئی۔

قرآن مجید میں آیا ہے کہ کچھ کفار سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔ ہدہد کے قصہ میں ملکۂ سبا کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "إني وجدت امرأة تملكهم وأوتيت من كل شيء ولها عرش عظيم وجدتها وقومها يسجدون للشمس من دون الله وزين لهم الشيطان أعمالهم فصدَّهم عن السبيل فهم لا يهتدون "(میں نے دیکھا کہ ان کی بادشاہت ایک عورت کر رہی ہے جسے ہر قسم کی چیز سے کچھ نہ کچھ دیا گیا ہے اور اس کا تخت بھی بڑی عظمت والا ہے۔ میں نے اسے اور اس کی قوم کو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہوئے پایا، شیطان نے ان کے کام انہیں بھلے کر کے دکھلا کر صحیح راہ سے روک دیا ہے پس وہ ہدایت پر نہیں آتے)

بندوں کو تنبیہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ومن آياته الليل والنهار والشمس والقمر لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا لله الذي خلقهن إن كنتم إياه تعبدون" (اور دن رات اور سورج چاند بھی (اسی کی) نشانیوں میں سے ہیں تم سورج کو سجدہ نہ کرو نہ چاند کو بلکہ سجدہ اس اللہ کے لئے کرو جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے، اگر تمہیں اسی کی عبادت کرنی ہے تو)

صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت منقول ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کرے گا اور کہے گا: جو جس چیز کی عبادت کرتا تھا اس کے پیچھے لگ جائے تو جو سورج کی عبادت کرتا تھا وہ سورج کے پیچھے لگ جائے گا، جو چاند کی عبادت کرتا تھا وہ چاند کے پیچھے لگ جائے گا اور جو جس باطل معبود کی عبادت کرتا تھا وہ اس کے پیچھے ہو لے گا۔

صحیح مسلم میں عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! آپ مجھے ان چیزوں کے بارے میں بتائیے جن کے بارے میں اللہ نے آپ کو بتایا ہے اور میں ان سے ناواقف ہوں۔ آپ مجھے نماز کے بارے میں بتائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم فجر کی نماز پڑھو پھر نماز سے رک جاؤ یہاں تک کہ سورج طلوع ہو کر بلند ہو جائے، اس لئے کہ سورج شیطان کی دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت کفار سورج کو سجدہ کرتے ہیں، پھر نماز پڑھو، اس وقت فرشتے حاضر و موجود ہوتے ہیں یہاں تک کہ سایہ ایک نیزہ کے برابر ہو جائے، پھر نماز سے رک جاؤ کیونکہ اس وقت جہنم کی آگ بھڑکائی جاتی ہے، پھر جب سایہ آگے کی طرف آجائے تو نماز پڑھو، اس وقت فرشتے موجود ہوتے ہیں اور گواہ بنتے ہیں، یہاں تک کہ تم عصر کی نماز ادا کر لو، پھر نماز سے رک جاؤ یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے، وہ شیطان کی دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت کفار اسے سجدہ کرتے ہیں۔

کفار سورج اور چاند کو اس لئے سجدہ کرتے ہیں کہ یہ دونوں عظیم الشان ستارے ہیں اور انسانوں کے لئے سب سے زیادہ نفع بخش ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ سورج اور چاند دونوں اسی کی مخلوق ہیں اور اسی کے حکم سے انسانیت کی خدمت پر مامور ہیں، نیز یہ کہ ان دونوں سے جو نفع حاصل ہوتا ہے وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اس لئے کہ اللہ ہی اس کے نظام کی تدبیر کرنے والا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ خبر بھی دی ہے کہ سورج، چاند اور دیگر تمام مخلوقات اللہ کے غلام ہیں، اس کے حکم کے پابند ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتایا ہے کہ یہ ساری مخلوقات اسے سجدہ کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ألم تر أن الله يسجد له من في السماوات ومن في الأرض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وكثير من الناس

وكثير حق عليهم العذاب ومن يهن الله فما له من مكرم" (کیا تو نہیں دیکھ رہا کہ اللہ کے سامنے سجدے میں ہیں سب آسمانوں والے اور سب زمینوں والے اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت سے انسان بھی، ہاں بہت سے وہ بھی ہیں جن پر عذاب کا مقولہ ثابت ہو چکا ہے، جسے رب ذلیل کر دے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں)

تنبیہ: وہ عرب جن کے درمیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تھی وہ لوگ بطور خاص پتھر سے تراشے ہوئے بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ وہ لوگ ان بتوں کے لئے کئی طرح کی عبادات کو انجام دیتے تھے مثلاً دعا، ذبح، نذر، خوف، امید اور توکل وغیرہ۔ وہ مشرکین عرب یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ بتوں کے لئے ان کاموں کو انجام دینے کی وجہ سے انہیں اللہ کا تقرب حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ ان کاموں کے ذریعہ بتوں کی تعظیم کرتے ہیں۔ ان کا یہ اعتقاد بھی تھا کہ بتوں کی یہ تعظیم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان معبودوں کی شفاعت کا انہیں حقدار بناتی ہے۔

چوتھا قاعدہ: ہمارے زمانہ کے مشرکین شرک کے معاملہ میں زمانۂ نبوی اور اس سے پہلے کے مشرکین سے بھی زیادہ بدتر اور سخت ہیں، اس لئے کہ اس دور کے مشرکین خوشحالی اور فارغ البالی میں شرک کا ارتکاب کرتے تھے اور سختی و مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص کا مظاہرہ کرتے تھے جبکہ ہمارے زمانہ کے مشرکین کا حال یہ ہے کہ ان کا شرک دائمی ہے، یہ لوگ خوشحالی و مصیبت دونوں حالتوں میں شرک کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: "فإذا ركبوا في الفلك دعوا الله مخلصين له الدين فلما نجاهم إلى البر إذا هم يشركون" (پس یہ لوگ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اس کے لئے عبادت کو خالص کرکے، پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں)

یہ رسالہ یہاں مکمل ہوا وصلی اللہ علی محمد وآلہ وصحبہ وسلم

چوتھا قاعدہ اور اس کا خلاصہ: بعد کے دور کے مشرکین شرک فی الدعاء کے معاملہ میں پہلے کے مشرکین سے زیادہ سخت اور برے ہیں۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے کے مشرکین خوشحالی میں دعا کرنے اور پکارنے کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے تھے اور مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کو اخلاص کے ساتھ پکارتے اور اسی سے مدد کی گہار لگاتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں بیان کیا ہے کہ ”فإذا ركبوا في الفلك دعوا الله مخلصين له الدين فلما نجاهم إلى البر إذا هم يشركون“ (پس یہ لوگ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اس کے لئے عبادت کو خالص کرکے، پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں)

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وإذا مسّكم الضر في البحر ضلّ من تدعون إلا إياه فلما نجاهم إلى البر أعرضتم وكان الإنسان كفورا“ (اور سمندروں میں مصیبت پہنچتے ہی جنہیں تم پکارتے تھے سب گم ہو جاتے ہیں صرف وہی اللہ باقی رہ جاتا ہے، پھر جب وہ تمہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو تم منہ پھیر لیتے ہو اور انسان بڑا ہی ناشکرا ہے)

بعد کے مشرکین خوشحالی اور مصیبت دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ یہ لوگ مصیبت اور سختی کے وقت اولیاء کی پناہ حاصل کرتے ہیں۔ شیخ نے ان ہی باتوں کو یہاں ذکر کیا ہے۔ تحقیق سے یہ بات معلوم ہوئی کہ بعد کے مشرکین شرک کے معاملہ میں پہلے کے مشرکین سے کئی موقعوں پر زیادہ سخت اور بدتر ہیں۔ ان میں سے چند اہم موقعوں کی یہاں وضاحت کی جارہی ہے۔

1۔ پہلے کے مشرکین کی اکثریت مصیبت اور سختی کے وقت اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرتی تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں خبر دی ہے کہ ”فإذا ركبوا في الفلك دعوا الله مخلصين له الدين فلما نجاهم إلى البر إذا هم يشركون“ (پس یہ لوگ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اس کے لئے عبادت کو خالص کرکے، پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں)

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وإذا مسّكم الضر في البحر ضلّ من تدعون إلا إياه فلما نجاهم إلى البر أعرضتم وكان الإنسان كفورا“ (اور سمندروں میں مصیبت پہنچتے ہی جنہیں تم پکارتے تھے سب گم ہو جاتے ہیں صرف وہی اللہ باقی رہ جاتا ہے، پھر جب وہ تمہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو تم منہ پھیر لیتے ہو اور انسان بڑا ہی ناشکرا ہے)

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"وإذا غشيهم موج كالظلل دعوا الله مخلصين له الدين"(اور جب ان پر موجیں سائبانوں کی طرح چھا جاتی ہیں تو وہ (نہایت) خلوص کے ساتھ اعتقاد کر کے اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں)

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"هو الذي يسيركم في البر والبحر حتى إذا كنتم في الفلك وجرين بهم بريح طيبة وفرحوا بها جاءتها ريح عاصف وجاءهم الموج من كل مكان وظنوا أنهم أحيط بهم دعوا الله مخلصين له الدين لئن انجيتنا من هذه لنكونن من الشاكرين"(وہ اللہ ایسا ہے کہ تم کو خشکی اور دریا میں چلاتا ہے، یہاں تک جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعہ سے لے کر چلتی ہیں اور وہ لوگ ان سے خوش ہوتے ہیں ان پر ایک جھونکا سخت ہوا کا آتا ہے اور ہر طرف سے ان پر موجیں اٹھتی چلی آتی ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ (برے) آگھرے (اس وقت) سب خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارتے ہیں کہ اگر تو ہم کو اس سے بچالے تو ہم ضرور شکر گزار بن جائیں گے)

سنن ترمذی میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالحصین سے دریافت فرمایا: آج تم کتنے معبودوں کی عبادت کرتے ہو؟ اس نے کہا: سات معبودوں کی، چھ کی زمین میں اور ایک کی آسمان میں۔ آپ نے دریافت فرمایا: تم حالت خوف میں کس سے لو لگاتے ہو؟ اس نے کہا: اس سے جو آسمان میں ہے۔ آپ نے فرمایا: اگر تم اسلام قبول کرلو تو میں تم کو دو باتیں سکھاؤں گا جن سے تم کو نفع ہوگا۔ جب انہوں نے اسلام قبول کرلیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ دو باتیں سکھانے کا تقاضہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کہو:اللهمّ ألهمني رشدي وأعذني من شر نفسي (اے اللہ! نیکی کو میرے دل میں ڈال دے اور میرے نفس کے شر سے مجھے بچا) شیخ البانی نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔

تیسیر العزیز الحمید میں شارح نے لکھا ہے: یہ بات بھی نقل کی جاتی ہے کہ جب ان مشرکین کو سمندر میں مشکل گھڑی کا سامنا ہوتا تو وہ اپنے بتوں کو سمندر میں ڈال دیتے تھے اور کہتے تھے: یا اللہ، یا اللہ، کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ ان کے معبود نہ تو مصیبت کو دور کرتے ہیں اور نہ پریشان حال کی پکار کو سنتے ہیں۔ شارح کی بات ختم ہوئی۔

یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بعد کے مشرکین میں سے بہت سے ایسے ہیں جو مصیبت کے وقت اپنے اولیاء کی پناہ حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح کی باتیں ان کی کتابوں میں بکثرت موجود ہیں۔ یہ لوگ مصیبت کے وقت حسین، عبد القادر اور رفاعی وغیرہ کو پکارتے ہیں، حاجتوں کے لئے ان سے سوال کرتے ہیں، ان کے بارے میں انوکھی باتیں اور عجیب و غریب قصے بیان

کرتے ہیں، یہاں تک کہ ان میں سے کسی کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں ولی سمندر کی طرف اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے اور کشتی کو اٹھا کر سمندر سے باہر نکال لیتا ہے۔ اس سے متعلق مزید باتیں اس شرح کے اخیر میں ملاحظہ فرمائیں۔

2۔ پہلے کے مشرکین کے بارے میں یہ بات ہم تک پہنچی ہے کہ وہ لوگ اللہ کے نیک بندوں مثلاً فرشتے، نیک جنات و انسان یا اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنے والی مخلوقات مثلاً شجر و حجر وغیرہ سے پناہ حاصل کرتے تھے۔ بعد کے مشرکین کا حال یہ ہے کہ یہ لوگ مذکورہ بالا مخلوقات کی پناہ تو لیتے ہی ہیں، اس کے ساتھ اہل فسق و فجور کی بھی پناہ لیتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ اہل فسق و فجور زناکاری، شراب نوشی اور نماز سے لاتعلقی جیسے کاموں کو اس لئے انجام دیتے ہیں کہ ان کی ولایت مکمل ہو جانے کی وجہ سے ان سے تکلیف شرعی اٹھالی گئی ہے۔

3۔ پہلے کے مشرکین کی اکثریت حصول شفاعت و قربت کے مقصد سے اپنے معبودوں کی طرف متوجہ ہوتی تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا: "ما نعبدهم إلّا ليقربونا إلى الله زلفى" (ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرا دیں) وہ لوگ اپنے معبودوں کے بارے میں یہ اعتقاد نہیں رکھتے تھے کہ وہ نفع و ضرر کے مالک ہیں۔ لیکن بعد کے مشرکین نے حصول شفاعت و قربت کے ساتھ معبودوں کے مؤثر ہونے کا بھی عقیدہ رکھا۔ پھر تو معبودوں سے ان کی طلب و خواہش صرف واسطہ کے لئے نہیں رہی بلکہ مستقل طور پر طلب و سوال کی شکل اختیار کر گئی، اسی لئے آپ دیکھیں گے یہ لوگ اپنے معبودوں سے دنیا کی چیز بھی مانگتے ہیں مثلاً اولاد، مال اور مصیبتوں کو دور کرنا وغیرہ۔ یہ لوگ ان کی غیر موجودگی میں ان سے ڈرتے بھی ہیں، اسی لئے ان لوگوں نے دنیا کے لئے چار قطب مقرر کر لئے۔ ان میں سے ہر قطب چوتھائی دنیا میں تصرف کرتا ہے، العیاذ باللہ۔ اس بحث سے متعلق ضمیمہ اس شرح کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

اس قاعدہ کا فائدہ

اس قاعدہ کے تحت یہ واضح کیا گیا کہ بعد والوں نے جس شرک کا ارتکاب کیا وہ اپنے آپ میں ایک بڑا شرک ہے۔ اس شرک کا ارتکاب عبادت کے سب سے بڑے مظہر دعا میں کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دعا ہی عبادت ہے۔

تنبیہ: شیخ نے اپنے کلام میں بعد والوں کے شرک کو بدترین شرک قرار دیا ہے اور وہ عبادت کے سب سے اہم مظہر دعا میں شرک کا ارتکاب ہے۔ شیخ کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ کفار قریش جس شرک میں ملوث تھے وہ مجموعی طور پر متاخرین کے شرک سے کم خطرناک تھا، جیسا کہ کچھ لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے اور اس کی وجہ سے ان لوگوں نے شیخ کے خلاف زبان[1] درازی کی ہے۔ شیخ کا مقصد متاخرین کے شرک کی شناعت و سختی کو بیان کرنا ہے۔ شیخ نے "کشف الشبہات" میں ایک دوسری بات کا تذکرہ کیا ہے اور وہ دوسرا پہلو ہے جس کا ابھی ہم نے تذکرہ کیا۔ شیخ رحمہ اللہ نے کہا ہے: آپ یہ جان لیں کہ اگلوں کا شرک اس دور کے مشرکین کے شرک سے دو باتوں کی وجہ سے ہلکا ہے[2]۔ شیخ کی بات ختم ہوئی۔

حق یہ ہے کہ عمومی اعتبار سے کفار قریش شرک و کفر کے معاملہ میں بعد کے لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ بری حالت میں تھے، کیونکہ یہ کفار قریش شرک و کفر اور تکذیب وغیرہ کئی چیزوں کا بیک وقت ارتکاب کرتے تھے۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ کفار قریش نے "لا إلہ إلا اللہ" کہنے سے انکار کر دیا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "إنهم كانوا إذا قيل لهم لا إله إلا الله يستكبرون" (یہ وہ (لوگ) ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو یہ سرکشی کرتے تھے) بعد والوں نے اس کلمہ کو زبان سے ادا تو کیا لیکن اس کے برخلاف عمل کیا اور یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ جاہل و ناواقف کا جرم سرکش و منکر سے ہلکا ہوتا ہے۔

نیز کفار قریش نے قرآن کی تکذیب کی، اس کا انکار کیا اور اس کا مذاق اڑایا، جبکہ بعد والوں نے اپنی سمجھ سے قرآن کی تصدیق کی اور اس پر ایمان لائے، اگرچہ قرآن کے حکم کی عملی تطبیق کے معاملہ میں اس کی مخالفت کی۔

کفار قریش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی، آپ کو مجنون اور جادوگر کہا اور شعبدہ بازی کو آپ کی طرف منسوب کیا، اس کے علاوہ بھی کئی طرح کی حسی و معنوی اذیتیں دیں جبکہ بعد والوں نے آپ سے محبت کرنے کا دعوی کیا اور اس میں اس قدر غلو کیا کہ آپ کو مقام عبودیت تک پہنچا دیا۔

---

(1) "کشف الشبہات" میں شیخ رحمہ اللہ کے کلام سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔

(2) دیگر علماء نے بھی اسی طرح کی بات کہی ہے، ان میں امام شوکانی، آلوسی، حامد فقی اور صاحب اضواء البیان امین شنقیطی وغیرہ شامل ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب "جهود علماء الحنفية في إبطال عقائد القبورية"

کفار قریش نے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور مردوں کو زندہ کرنے کی اللہ کی قدرت کا انکار کیا جبکہ بعد والوں نے اس کا اقرار کیا۔ دونوں گروہوں میں اس کے علاوہ بھی کئی طرح کے فرق موجود ہیں۔

دوسری تنبیہ: اگر کفار و مشرکین کے سارے گروہوں کا جائزہ لیا جائے تو کچھ لوگ کفار قریش سے زیادہ بڑے کفر و شرک میں مبتلا مل جائیں گے، العیاذ باللہ۔ ہم نے یہاں صرف مشرکین کے ان دو خاص گروہوں کے بارے میں عمومی طور پر کلام کیا ہے۔

پھر شیخ نے اپنے اس رسالے کو ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے آل و اصحاب پر درود و سلام پر ختم کیا ہے۔

ضمیمہ:

اس ضمیمہ کے تحت مسلم ممالک میں شرک وبدعات کی صورتحال کا جائزہ لیا گیا ہے۔ شاذونادر ہی کوئی مسلم ملک ہو گا جہاں قبروں اور زیارت گاہوں کی شکل میں شرک کی واضح علامات موجود نہ ہوں۔ ہاں البتہ بلاد حرمین جو توحید کے دامن کو مضبوطی کے ساتھ تھامنے والا ملک ہے، اس قسم کے شرک و بدعات سے محفوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ گمراہ کن فتنوں سے اس کی حفاظت فرمائے۔

آخری رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں دعوت توحید کے ہر چہار جانب پھیل جانے کے بعد ایک عرصہ تک مسلمانوں کے دیار شرک و خرافات سے پاک رہے۔ سب سے پہلے تیسری صدی ہجری کے آخر میں روافض کے ذریعہ شہادت گاہوں، آستانوں اور قبروں پر لوگوں کے جمع ہونے کا رواج ہوا۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے زمانے تک بلاد اسلامیہ میں ان خرافات کا ظہور نہیں ہوا تھا۔ حجاز، یمن، شام، عراق، مصر، خراسان اور مغرب کہیں بھی قبر پرستی کا وجود نہیں تھا۔ اس وقت تک کسی نبی، صحابی، اہل

بیت کے کسی فرد اور کسی نیک آدمی کی قبر پر کسی آستانہ ودر گاہ کی تعمیر نہیں ہوئی تھی۔ تبع تابعین کے بعد ہی عام طور پر در گاہوں اور آستانوں کا ظہور ہوا۔ بنی عباس کی خلافت کے کمزور پڑنے کے بعد ان خرافات کا چلن عام ہوا۔ اس زمانہ میں امت تفرقہ بازی کا شکار ہو گئی، مسلمانوں کی صفوں میں بہت سے بے دین لوگ گھس آئے جو مسلمانوں پر دینی احکام و معاملات کو مشتبہ کرتے تھے۔ مسلمانوں کے درمیان اہل بدعات کے افکار بکثرت پھیل گئے، وہ تیسری صدی ہجری کے اواخر میں مقتدر باللہ کی حکومت کا زمانہ تھا۔ ان ہی دنوں سر زمین مغرب میں قرامطہ عبیدیہ کا ظہور ہوا۔ پھر وہ لوگ مصر پہنچ گئے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ مزید کہتے ہیں: فضیلت یافتہ زمانے میں قبروں پر تعمیر شدہ در گاہ اور آستانے نہیں ہوتے تھے۔ بنو بویہ کے دور میں ان آستانوں کی کثرت ہوئی جبکہ مشرق و مغرب کے خطہ میں قرامطہ کا ظہور ہوا۔ وہاں زنادقہ اور کفار موجود تھے، ان کا مقصد دین اسلام کی شکل کو مسخ کرنا تھا۔ اس طرح کے کچھ تخریبی کاموں پر انہیں بنو بویہ کی پشت پناہی حاصل تھی۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی بات ختم ہوئی۔

عالم اسلام کے دائرہ میں آنے والے ممالک پر ایک نظر ڈالنے والے انسان کو اس وقت سخت حیرت ہوتی ہے جب وہ ان ممالک میں بڑی تعداد میں موجود در گاہوں اور آستانوں کو دیکھتا ہے اور وہاں پر واضح شرک اکبر کے ارتکاب کا مشاہدہ کرتا ہے، اس طرح کے شرکیہ اعمال کفار کے ممالک میں بھی انجام نہیں دیئے جاتے ہیں، اس صورت حال پر جس قدر افسوس کیا جائے کم ہے۔

مصر میں چھ ہزار سے زیادہ در گاہیں ہیں۔ بمشکل ہی کوئی ایسا ضلع، تحصیل یا قصبہ ہو گا جہاں کوئی در گاہ موجود نہ ہو گی۔

ڈاکٹر زکر سلیمان بیومی کہتے ہیں: جس گاؤں میں کسی ولی کی در گاہ نہیں ہوتی اس گاؤں کی بخالت کو اجاگر کرنے کے لئے مشائخ اس پر عوامی کہاوتیں اور مثالیں چسپاں کرتے ہیں۔ ان مثالوں میں یہی کہا جاتا ہے کہ یہ گاؤں ہر قسم کے خیر وبرکت سے محروم ہے۔ وہ کہاوتیں آج بھی لوگوں کے درمیان رائج ہیں۔

شام میں عبد الرحمٰن بک سامی نے ۱۸۹۰ء میں صرف دمشق کے اندر (۱۹۴) در گاہ اور مزار کو شمار کیا تھا۔ نعمان قسطالی نے ان میں سے (۴۴) مشہور در گاہوں کی نشاندہی کی تھی۔ ان کے مطابق ستائیس سے زائد قبریں صحابۂ کرام سے منسوب ہیں۔ ان میں سے ہر قبر کے اوپر ایک گنبد ہے، ان قبروں کی زیارت کی جاتی ہے اور ان سے تبرک حاصل کیا جاتا ہے۔

آستانہ (قسطنطنیہ) جو سلطنت عثمانیہ کا پایۂ تخت رہا ہے، وہاں (۴۸۱) جامع مسجد موجود تھی، ان میں سے ایک بھی جامع مسجد قبر سے خالی نہیں تھی۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور جامع مسجد وہ تھی جو آستانہ میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے قبر کے اوپر بنائی گئی تھی۔

ہندوستان میں (۱۵۰) سے زائد مشہور قبریں ہیں، ہزاروں لوگ ان درگاہوں کا رخ کرتے ہیں۔

بغداد میں چودہویں صدی ہجری کے اوائل میں ایک سو پچاس سے زائد جامع مساجد تھیں، شاید ہی کوئی جامع مسجد قبر سے خالی ہو۔

موصل میں (۷۶) سے زائد مشہور قبریں ہیں۔ یہ ساری قبریں جامع مساجد کے اندر ہیں۔ ان کے علاوہ بہت سی قبریں عام مساجد کے احاطہ میں ہیں اور بہت سی درگاہیں مساجد سے الگ ہیں۔

شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کی دعوت سے قبل جزیرۃ العرب کے علاقہ کا بھی یہی حال تھا۔

ان قبروں کے پاس رسولوں کے لائے ہوئے دین و شریعت کے برخلاف اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، الوہیت اور اسماء و صفات میں شرک اکبر و شرک اصغر کا جو ارتکاب ہوتا ہے اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ اسی طرح ان قبروں کے پاس بدعات و خرافات اور غیر اخلاقی کام بھی کئے جاتے ہیں۔

مثال کے طور پر قبرپرستوں کا قبر والوں کے بارے میں یہ اعتقاد رکھنا کہ یہ سنتے ہیں، دیکھتے ہیں، جو ان کی طرف توجہ کرتا ہے اسے جواب دیتے ہیں، یہ قبر والے اس غیب کو بھی جانتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے، ان قبروں کو تصرف کرنے کی قدرت حاصل ہے اور کائنات پر اثر انداز ہونے کی وہ صلاحیت ہے جو انسانی طاقت وصلاحیت سے باہر کی بات ہے مثلاً تخلیق کرنا، فنا کرنا، زندہ کرنا، مارنا، امراض سے شفا دینا، نفع و نقصان پہنچانا، دینا اور نوازنا، روک لینا، مالداری عطا کرنا، محتاج بنا دینا اور چیزوں کی حقیقت کو تبدیل کر دینا۔

قبروں اور قبر والوں کے بارے میں قبرپرستوں کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ انہیں دنیا و آخرت میں لوگوں کو بلندی و پستی عطا کرنے، مصیبتوں کو دور کرنے، ضرورتوں کو پورا کرنے اور گناہوں کو مٹانے اور معاف کرنے کی قدرت ہے۔

کچھ لوگوں کی گمراہی کا یہ حال ہے کہ وہ کچھ اولیاء کے بارے میں یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ اگر کسی چیز کے لئے کہیں کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ کچھ لوگ اس شعر کے ذریعہ اپنی گمراہی اور بدعقیدگی کا اظہار کرتے ہیں:

قد خصني بالعلم و التشريف   إن قلت (كن) يكن بلا تسويف

(اللہ نے مجھے وہ علم و اعزاز عطا کیا ہے کہ اگر میں کسی چیز کے لئے کہوں کہ ہو جا تو وہ بلا تاخیر ہو جاتی ہے)

ایک گمراہ فرقہ اپنے شیخ کی قبر کے بارے میں کہتا ہے کہ ان کی قبر اور ان کا مزار بیماروں کے لئے دارالشفاء ہے، وہ مشکلوں کو حل کرنے والے، معاملات کو آسان کرنے والے، ضرورتوں کو پوری کرنے والے ہیں۔ بیمار عیسیٰ کے ہاتھوں شفایاب ہوتے تھے لیکن احمد رضا مردوں کو زندہ کرتے ہیں!

قبر پرستوں نے مزاروں اور درگاہوں کی زیارت کو اپنا معمول بنالیا ہے جس کے بارے میں ان کا گمان ہے کہ اس سے انہیں برکت حاصل ہوتی ہے، ان کے بیماروں کو شفایابی حاصل ہوتی ہے، ان کی نسلوں کا بانجھ پن ختم ہوتا ہے۔ یہ لوگ دعوتوں کے بعد قبر والے کے عمامہ کو چھوتے ہیں تاکہ ان کا درد سر ٹھیک ہو جائے، بخار سے شفایابی کے لئے قبر والے کے قفطانہ (لباس) کو چھوتے ہیں، زبان کی لکنت کو دور کرنے کے لئے قبر کے پتھر کو چھوتے ہیں۔ ظلم کے خاتمہ کے لئے تحریریں اور درخواستیں پیش کرتے ہیں۔ عورتیں اولاد نرینہ کے لئے قبر سے اپنے جسم کو رگڑتی ہیں۔

اس تعلق سے موجودہ صورت حال جو بار بار پیش آتی رہتی ہے، یہ ہے کہ سید بدوی کی درگاہ کے موجودہ سجادہ نشیں نے ۱۹۹۱ء میں اس کے جشن ولادت کے موقع سے یہ اعلان کیا کہ سید بدوی ہر جگہ آپ کے ساتھ موجود ہے چاہے آپ جہاں بھی ہوں۔ اگر آپ مصیبت اور سختی کے وقت اس سے مدد طلب کریں اور کہیں کہ اے بدوی! مدد کرو تو وہ آپ کی مدد کرے گا اور آپ کی فریاد سنے گا! اس نے یہ باتیں قاہرہ میں وزارت اوقاف کے ایک پروگرام میں کہی تھیں جس میں لوگوں کی بھاری تعداد موجود تھی، ان میں علماء اور وزراء بھی شامل تھے۔ اس بیان کو ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر نشر کیا گیا تھا۔

یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ سلطان جقمق نے ایک سال بدوی کے جشن ولادت کی تقریب کو یہ کہہ کر منسوخ کر دیا کہ اس میں ہلاکت خیز بت پرستی اور مردوں اور عورتوں کے ذریعہ فحش کاریوں کا ارتکاب ہوتا ہے تو جشن ولادت کو منسوخ کرنے والوں کو اس کی وجہ سے آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا۔ کسی کو اس کے عہدہ سے برخاست کر دیا گیا، کسی کے بارے میں سلطان نے

جلاوطنی کا حکم دیا، کسی کو قید کر دیا گیا۔ اس موقع سے صوفیوں نے یہ پروپیگنڈہ کیا یہ ساری مصیبت اور آزمائش بدوی کی طرف سے آئی ہوئی ہے، اس لئے کہ وہ ان لوگوں سے ناراض ہے۔ صوفیوں کی نفسیاتی جنگ ہر حال میں اپنا کام کرتی ہے۔

ابو بکر عراقی نے ایک قبر پرست کے بارے میں نقل کیا ہے جو دیالی کی ایک اہم مسجد میں امام و خطیب تھا۔ وہ قبر پرست کہتا تھا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے چھ سال تک دعا مانگی کہ مجھے اولاد عطا کر دے لیکن مجھے اولاد حاصل نہیں ہوئی، پھر میں اربیل میں اپنے شیخ مصطفیٰ نقشبندی کے پاس گیا اور ان سے جیسے ہی فریاد کی اور ان سے اولاد مانگی مجھے دو جڑواں بچے حاصل ہوئے۔

ایک قبر پرست کہتا ہے: وہابی لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کے اولیاء اپنی قبروں سے مکھی بھگانے کی بھی استطاعت نہیں رکھتے ہیں لیکن ان وہابیوں کو معلوم نہیں ہے کہ ان اولیاء کو یہ قدرت ہے کہ یہ چاہیں تو دنیا کو تہہ وبالا کر دیں، لیکن وہ ایسا کرتے نہیں ہیں۔

دیوبندی صوفیوں کے گروہ سے تعلق رکھنے والے اخلاق قاسمی کا کہنا ہے کہ اہل ایمان کی روحیں خاص طور پر اولیاء اور صالحین کی روحیں جسم سے جدا ہونے کے بعد اس کائنات میں تصرف کرنے کی قدرت رکھتی ہیں۔

ان صوفیوں کا یہ خیال ہے کہ یہ قبریں اور درگاہیں سرحدوں کی حفاظت کرتی ہیں، دشمنوں کو اندر آنے سے روکتی ہیں، فتنوں اور وباؤں کو دور کرتی ہیں۔ چھوٹا بڑا ہر شہر کسی نہ کسی ولی کی حفاظت میں ہے۔ وہی اسے بری نگاہ، حملوں، قدرتی آفات اور شر پسندوں کے برے ارادوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔

اسی گمراہ کن عقیدہ کے مطابق کوثری نے لکھا ہے کہ چار اولیاء سرزمین شام کی آفات اور مصیبتوں سے حفاظت کرتے ہیں، وہ اپنی قبروں کے اندر سے تصرف کرتے ہیں!

بڑی درگاہوں کے بارے میں ان کا یہ خیال ہے کہ یہ اہم شہروں اور اہمیت کے حامل مراکز کا تحفظ کرتے ہیں۔ گاؤں کے اندر قبر پرستوں میں یہ اعتقاد بھی پایا جاتا ہے کہ اس کی حفاظت کسی خاص ولی کے ذریعہ کی جاتی ہے مثلاً مینا کے مقام پر مرکز مغاغہ ہے جو بحر یوسفی کے کنارے بنی والمس نامی گاؤں میں واقع ہے، وہاں سید حسن ابوریتین کی شہرت ہے، اس کے بارے

میں لوگوں کا اعتقاد ہے کہ وہ اس گاؤں کو چوری، ڈاکہ زنی اور خونریزی سے اپنی حفاظت میں لئے ہوئے ہیں۔ لوگ مظالم سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے اس قبر والے کی پناہ حاصل کرتے ہیں۔

بدعقیدہ لوگوں کے خیال میں یہ قبریں فضائی دفاع کا وسیلہ بھی ہیں۔ مصر کے بالفیوم میں واقع علی روبی کی قبر کے بارے میں لوگوں کا خیال ہے کہ اس نے دوسری عالمی جنگ کے دوران شہر کو تباہی وبربادی سے بچایا، اس قبر کی برکت سے شہر پر ہونے والی بمباری کا رخ بحر یوسف کی طرف موڑ دیا گیا!

قبر پرستوں کا یہ گمان ہے کہ قبر والوں سے مدد اور اسلحے بھی حاصل ہوتے ہیں۔ عرابی انقلاب کے دوران قبر پرستوں نے یہ افواہ اڑائی تھی کہ ان کے بڑے اولیاء دسوقی، بدوی اور عبد العال نے احمد عرابی کو تین توپیں عطا کیں تاکہ انگریزوں سے مقابلہ آرائی میں انہیں استعمال کریں۔

جب کوئی سخت گیر اور طاقتور دشمن سامنے ہوتا ہے اور خاص طاقتوں سے امداد طلب کرنے کا موقع ہوتا ہے تو یہ قبر پرست قبروں اور قبر والوں سے مدد طلب کرتے ہیں۔ جب تاتاریوں نے سرزمین شام پر حملہ کیا تو یہ قبر پرست قبروں کے پاس جاکر مردوں سے فریاد کرتے تھے۔ اسی موقع سے کسی قبر پرست شاعر نے یہ شعر کہا:

یا خائفین من التتر   لوذوا بقبر أبي عمر

(اے تاتاریوں سے ڈرنے والو! تم لوگ ابو عمر کی قبر کی پناہ لو)

جب فرانسیسی فوج اور انگریزوں نے مصر پر حملہ کیا تو مسلمانوں کی صفوں میں سے مقابلہ کرنے والوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیر اللہ سے بھی یہ کہہ کر فریاد کی: اے رب! اے لطیف! اے اللہ کے لوگو! وغیرہ۔

شیخ رشید رضا نے لکھا ہے کہ جب روس نے بخاری شہر پر فوج کشی کی تو لوگ بخاری کے محافظ شاہ نقشبندی سے فریاد کرنے کے لئے دوڑ پڑے، لیکن انہیں کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا۔

انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ اہل مراکش میں یہ بات عام ہوگئی تھی کہ مصیبتوں کے نازل ہونے کے وقت اور باہر کے لوگوں کے ظلم وزیادتی کے وقت یہ لوگ فاس میں واقع شیخ ادریس کی قبر کے پاس جمع ہوتے تھے اور اس سے یہ درخواست

کرتے تھے کہ ان کی مصیبت و سختی کو دور کر دے اور اس زمانہ کے تقاضہ کے مطابق تعلیم و تربیت کے حصول اور دشمنوں کے مقابلہ کرنے کے لئے عسکری تیاری کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتے تھے۔

مصر پر انگریزوں کے قبضہ کے زمانہ میں ایک بڑے صوفی نے یہ بات کہی تھی کہ اگر ابراہیم دسوقی انگریزوں کو مصر سے نکالنے کا ارادہ کرلیں تو یہاں ایک انگریز بھی نظر نہیں آئے گا۔

ڈاکٹر سید عویس اپنی اہم کتاب "رسائل اِلی الإمام الشافعی" میں لکھتے ہیں کہ امام شافعی کی قبر پر اکتوبر ۱۹۵۵ء میں بھیجے گئے ایک خط میں صاحب تحریر نے ایک شاندار مجلس کے انعقاد کی درخواست کی تھی جس میں اس کے ساتھ سیدنا حسین، سیدنا حسن، زینب ام ہاشم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اہل بیت موجود ہوں اور وہ سب مل کر اللہ سے یہودیوں کی ریاست اسرائیل کے مقدس سرزمین فلسطین سے ایک ہفتہ میں مٹ جانے کی دعا کریں جس کی آخری مقررہ میعاد آئندہ منگل کا دن ہوگا ان شاء اللہ!

مورخ جبرتی نے لکھا ہے کہ سن ۱۲۱۶ء میں فرانسیسیوں کی قاہرہ سے روانگی کے وقت عثمانی فوج کا سپہ سالار حسین پاشا قبطان بھاگ کر حسین کی شہادت گاہ پر پہنچا اور وہاں پانچ بھینسیں اور سات مینڈھے ذبح کروائے، پھر درگاہ کے خدام نے اسے آپس میں تقسیم کر لیا۔

قبروں اور مزاروں کی تقدیس کا یہ افیون جو امت کے جسم میں سرایت کر چکا ہے، امت کی طاقت کو مضمحل کرنے والا اس سے زیادہ مضر کوئی نشہ نہیں ہو سکتا ہے؟

جلال الدین رومی کی قبر و مزار پر یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ جگہ تین ادیان کے ماننے والوں یعنی مسلمان، یہود اور نصاریٰ کی زیارت کے لئے موزوں ہے۔ نیز اس استھان اور بت کو قطب اعظم کا نام دیا گیا ہے۔

مصری مصنف مصطفیٰ منفلوطی لکھتے ہیں: مجھے ایک ہندوستانی عالم کی ایک تحریر موصول ہوئی جس میں وہ لکھتے ہیں کہ انہیں ایک کتاب ملی ہے جو ابھی حال ہی میں تمل زبان میں شائع ہوئی ہے۔ یہ جنوب مدراس اور اس کے آس پاس آباد ہندوؤں کی زبان ہے۔ اس کتاب کا موضوع "سید عبدالقادر جیلانی کی حیات اور ان کے مناقب و کرامات کا تذکرہ" ہے۔ اس ہندوستانی عالم نے اس کتاب میں بہت سی صفات اور القاب کا تذکرہ دیکھا جن سے سیدنا عبدالقادر جیلانی کو متصف کیا گیا تھا۔ انہوں نے

اس کتاب میں بہت سے ایسے القاب اور صفات بھی دیکھے جو انہیں مقام ولایت و نبوت سے آگے بڑھ کر مقام الوہیت پر فائز کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر لکھنے والے نے ان کے یہ القاب و صفات لکھے ہیں: آسمانوں اور زمین کے سردار، بہت زیادہ نفع و نقصان پہنچانے والے، کائناتوں میں تصرف کرنے والے، مخلوقات کے رازوں اور بھیدوں سے واقف، مردوں کو زندہ کرنے والے، اندھے، برص زدہ اور مادرزاد اندھے کو ٹھیک کر دینے والے، ان کا حکم اللہ کے حکم سے ہے، وہ گناہوں کو مٹانے والے، مصیبت کو دور کرنے والے، بلندی و پستی عطا کرنے والے، صاحب شریعت اور مکمل وجود کے مالک ہیں۔ ان کے علاوہ بھی اسی قبیل کی بہت ساری صفات و القاب کا تذکرہ موجود ہے!

وہ ہندوستانی عالم مزید لکھتے ہیں کہ اس کتاب میں ایک فصل ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ سید عبد القادر جیلانی کی قبر کی زیارت کرنے والے کو کن باتوں کا اہتمام کرنا چاہیے۔ وہ لکھتا ہے کہ سب سے پہلے زیارت کرنے والے کے لئے اچھی طرح وضو کرنا ضروری ہے، پھر وہ خشوع و استحضار کے ساتھ دو رکعات نماز پڑھے، پھر وہ اس کعبہ مشرفہ کی طرف رخ کرے اور قبر والی عظیم ہستی کو سلام کرنے کے بعد اس طرح دعا کرے: اے ثقلین کے مالک! میری فریاد سنیے، میری ضرورت پوری کر کے اور میری مصیبت دور کر کے میری مدد کیجئے۔ اے محی الدین عبد القادر! میری فریاد سنیے، اے ولی عبد القادر! میری مدد کیجئے، اے سلطان عبد القادر! میری مدد کیجئے، اے بادشاہ عبد القادر! میری مدد کیجئے، اے خواجہ عبد القادر! میری مدد کیجئے، اے غوث صمدانی! یاسیدی عبد القادر جیلانی! آپ کا بندہ و مرید مظلوم اور بے بس ہے، وہ دین و دنیا اور آخرت کے تمام معاملات میں آپ کا محتاج ہے۔

عرفہ عبدہ علی لکھتے ہیں: کتابیں سید بدوی کے مناقب سے بھری ہوئی ہیں، ان میں بدوی کی بے شمار عجیب و غریب دیومالائی کرامتوں کا تذکرہ ہے۔ مثال کے طور پر: مردوں کو زندہ کرنا، انگریزوں کے دیش میں قیدیوں کو آزاد کرنا اور کسی چیز کے بارے میں کہنا کہ ہو جا تو وہ اللہ کے حکم سے ہو جاتی ہے!

عرفہ عبدہ علی نے مزید لکھا ہے کہ بدوی کے بہت سے متبعین اسے انبیاء سے بھی زیادہ بلند مرتبے پر فائز کرتے ہیں!

عبد اللہ بن محمد بن خمیس دمشق میں واقع ابن عربی کی قبر کے پاس کے اپنے مشاہدات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: میں دمشق میں ابن عربی کی قبر پر گیا تو میں نے دیکھا کہ لوگوں کی ٹولیاں صبح و شام اس مزار کا چکر لگاتی ہیں، اس کا طواف کرتی ہیں، اس کا وسیلہ پکڑتی ہیں اور اللہ کو چھوڑ کر بلند آواز سے اس سے دعا مانگتی ہیں۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا وہ اپنے رخسار کو مزار

کی جالی پر رکھے ہوئی تھی، اس کی مٹی اور گرد و غبار سے لت پت ہو رہی تھی اور پکار رہی تھی: اے محی الدین! میری فریاد سنیے، میری مدد کیجئے۔ میں نے معصوم بچیوں کو دیکھا، وہ اس مزار پر آتی تھیں، مزار کے سامنے اپنے ہاتھ پھیلاتی تھیں اور ہاتھ کو چہرہ پر پھیر لیتی تھیں، وہ وہاں پر بہت خشوع اور گریہ وزاری بھی کرتی تھیں۔

آخری دور میں شیخ بہاؤالدین زکریاملتانی کی قبر مرجع خلائق ہو گئی تھی، لوگ اس کا طواف کرتے تھے اور ان کی قبر پر وہ تمام اعمال انجام دیتے تھے جو کسی معبود کے لئے لائق وزیبا ہے مثلاً سجدے اور نذر و نیاز وغیرہ۔

لاہور پاکستان میں واقع شیخ علی ہجویری کی قبر دنیا کی عظیم اور شہرت یافتہ قبروں میں سے ایک ہے۔ لوگ ہر سال بلکہ ہر دن اس کی زیارت کے لئے آتے ہیں، اس کا طواف کرتے ہیں، اس کو سجدہ کرتے ہیں، اس کے لئے نذر و نیاز پیش کرتے ہیں، اس سے فریاد کرتے ہیں اور اس سے مدد طلب کرتے ہیں۔

ہود علیہ السلام سے منسوب ایک قبر حضرموت میں واقع ہے، وہاں پر جو شرک اکبر ہوتا ہے اسے بیان کرنے سے قلم بے بس ہے۔ دوسرے ممالک کی جو مشہور قبریں شرکیات کا اڈہ بن چکی ہیں اس قبر کی بھی ویسی ہی حالت ہے۔

اس قبر کی تقدیس میں حد سے زیادہ مبالغہ کیا گیا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ لوگ اس کی زیارت کے لئے سفر کرکے آتے ہیں۔ ان لوگوں میں بت پرستی کے وہ جراثیم موجود ہیں عرب جس کا مظاہرہ لات وعزی کے لئے کیا کرتے تھے۔ یہ لوگ اس قبر سے استعانت کرتے ہیں، اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، ضروریات کی تکمیل کے لئے اپنا چہرہ اس کی طرف پھیرتے ہیں، اس سے برکتوں کے نزول اور مصیبتوں کے دور ہونے کی امید رکھتے ہیں۔

مصر کی سرزمین پر کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قنا میں واقع شیخ قناوی کی قبر کا سات مرتبہ طواف بیت اللہ کا حج کرنے سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

اسی بناپر سخاوی کے اس قول پر کوئی تعجب نہیں ہے کہ اس سال شام، حلب اور مکہ سے حجاج سیدی احمد بدوی کی زیارت کے لئے اتنی بڑی تعداد میں آئے کہ حرمین کے حجاج سے بھی ان کی تعداد زیادہ تھی۔

اریٹریا میں بہت سے قبر پرست بکریاں، گائیں، شکر، قہوہ، چائے، کھانے پینے کی دوسری اشیاء اور مال لے کر قبروں پر حاضر ہوتے ہیں تاکہ قبر والے کے لئے ان جانوروں کو قربان کریں، کھانے پینے کے سامان کو استعمال کرکے سیر و تفریح کا لطف

لیں اور اموال کے نذرانے ان قبروں کے لئے پیش کریں۔ یہ لوگ ولی یا شیخ کا تقرب پانے کے لئے اونٹوں کو بھی ذبح کرتے ہیں، قبروں کا طواف کرتے ہیں، قبروں کی مٹی میں لوٹ پوٹ کرتے ہیں، قبر والے سے ضرورتوں کی تکمیل اور مصیبتوں کو دور کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔ ان قبروں کے آس پاس جن بے حیائیوں کا مظاہرہ ہوتا ہے اسے بیان کرنے میں انسان کو شرمندگی محسوس ہوتی ہے، خاص طور پر مردوزن کا اختلاط اور عزت و آبرو کی جو پامالی ہوتی ہے وہ حد درجہ شرمناک ہے۔ اس طرح کی برائیاں مشہور قبروں کے پاس انجام دی جاتی ہیں مثلاً شیخ بن علی کی قبر کے پاس، ہاشم مرغینی کی قبر کے پاس، ان کی بیٹی الست علویہ کی قبر کے پاس، شیخ عبد القادر جیلانی کی قبر کے پاس اور احمد نجاشی کی قبر کے پاس۔

بنگلہ دیش میں لوگ مزاروں پر آتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ سب سے پاک و مقدس سرزمین ہے۔ اسی لئے وہ لوگ تکریماً و احتراماً ان قبروں کو سجدہ کرتے ہیں، ان قبر والوں سے اولاد مانگتے ہیں، ان سے مصائب و پریشانیوں کو دور کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔ وہ لوگ مال اور گائے بکری کی شکل میں قبر والوں کے لئے نذر و نیاز پیش کرتے ہیں، ان جانوروں کو قبر والوں کے نام پر ذبح کیا جاتا ہے۔ پھر جب وہ وہاں سے واپس ہوتے ہیں تو ان کے ذہن میں یہ بات ہوتی ہے کہ انہوں نے بہت ساری خیر اور بھلائی سمیٹی ہے، اس لئے کہ ان قبروں کے تعلق سے ان کا یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ انہیں معاملات کو بری حالت سے اچھی حالت میں بدلنے کا اختیار ہے بلکہ یہ قبر والے انہیں جنت میں داخل کرنے کا بھی اختیار رکھتے ہیں۔ عصر کے بعد مزاروں کا چکر لگانے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو جاتا ہے اور جمعہ کی رات میں یہ لوگ بڑی تعداد میں مزاروں کا رخ کرتے ہیں۔ یہ سارے منکرات صرف اس لئے انجام دیئے جاتے ہیں کہ یہ لوگ قبر والوں کی حد درجہ تعظیم کرتے ہیں، ان سے خوف کھاتے ہیں اور قبر والے سے دل کا رشتہ استوار رکھتے ہیں۔

قبر پرستوں کے احوال اور کیفیات بھی کئی طرح کی ہوتی ہیں۔ اردن میں واقع نبی ہارون کے مقام کا یہ حال ہے کہ زیارت کرنے والا اس کے سایہ میں رات گزار کرنا قابل بیان حد تک خوشی و مسرت محسوس کرتا ہے۔ بانجھ عورت ننگے پاؤں اور خشوع و خضوع کے ساتھ نبی یوشع کے مقام کی زیارت کرتی ہے، وہ قبر کے سامنے دوزانو بیٹھ جاتی ہے، اسے آنسوؤں کے ساتھ چومتی ہے اور گریہ وزاری کرتی ہے۔ کچھ عورتیں ان مزاروں کی چہار دیواری کے پاس نماز روزہ کی حالت میں کئی طویل راتیں جاگ کر گزارتی ہیں، پھر وہاں سے جب رخصت ہوتی ہیں تو ان کے دلوں میں امیدیں اور خوشیاں ہوتی ہیں۔

احمد رضا بریلوی جس نے اپنے کو عبد المصطفی کے نام سے موسوم کیا، کہتا ہے: میں نے اپنی پوری زندگی کے دوران شیخ عبد القادر کے علاوہ کسی سے استعانت وفریاد نہیں کی۔ میں نے جب بھی فریاد کی اور مدد مانگی تو ان ہی سے مانگی۔ ایک مرتبہ میں نے ایک دوسرے ولی سے استعانت وفریاد کی کوشش کی۔ میں نے جب استعانت وفریاد کے لئے اس ولی کا نام لینے کی کوشش کی تو میری زبان سے یا غوث ہی ادا ہوا، میری زبان استعانت کے لئے کسی دوسرے ولی کا نام لینے سے انکاری ہو گئی۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے سامنے قبر پرستوں کی یہی نفسیاتی صورت حال ہوتی ہے جب وہ بتاتے ہیں کہ یہ قبر پرست جن قبروں کو اہمیت دیتے ہیں اور پسند کرتے ہیں ان سے ان کی وابستگی کے لحاظ سے ان کی صورت حال مختلف ہوتی ہے۔ وہ کہتے ہیں: اسی وجہ سے جن لوگوں نے قبروں کو مسجدیں بنالیں، انہوں نے اپنے دین کی اجتماعیت کو ختم کر دیا اور گروہوں میں بٹ گئے کیونکہ انہوں نے شرک کا ارتکاب کیا تھا۔ ان مشرکین میں سے ہر گروہ اپنے متبوع یا نبی کی تعظیم کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ان کی قبر کے پاس دعا قبول ہوتی ہے۔ ان کے دل اسی ایک خاص قبر سے وابستہ ہوتے جسے وہ پسند کرتے ہیں۔ دوسرے انبیاء اور صالحین کی قبروں سے وہ لاتعلق ہوتے ہیں، اگرچہ وہ ان کے پسندیدہ قبر والے سے افضل ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی حال ستاروں اور بتوں کے پجاریوں کا ہے، ان سب نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنالیا ہے۔ یہ اسی کی عبادت کرتے ہیں جسے پرستش کے لائق سمجھتے ہیں، اگرچہ کوئی دوسرا ستارہ یا بت اس سے افضل ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ کی حقیقت: یہ لوگ روحوں کے موثر ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ قابل تعظیم میت وہ ہے جس کی روح کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربت اور خصوصیت حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر الطاف وعنایات اور خیرات کی بارش ہوتی ہے۔ جب زیارت کرنے والا اپنی روح کو اس قابل تعظیم میت کی روح سے وابستہ کر دیتا ہے اور خود کو اس سے قریب کر دیتا ہے تو جس کی زیارت کی جارہی ہے اس کی روح سے الطاف وعنایات زیارت کرنے والے کی روح تک منتقل ہوتی ہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے صاف وشفاف آئینہ اور پانی کے ذریعہ سورج کی شعاع کا عکس سامنے کی چیز پر پڑتا ہے۔

عام اعتقاد یہ ہے کہ برکت ولی سے قبر تک اور قبر سے رومالوں اور ان کپڑوں تک منتقل ہوتی ہے جو قبر سے مس ہوتے ہیں۔ اس سے بھی زیادہ عجیب وغریب بات تب دیکھنے میں آتی ہے جب قبر کی چادر اور ولی کے خاص عمامہ کو تبدیل کرنے کا موقع ہوتا ہے۔ اس وقت ہر شخص کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ قبر کی چادر یا ولی کے عمامہ کا کوئی ٹکڑا اسے منہ مانگی قیمت دے کر حاصل ہو جائے۔

یہ قبر پرست لوگ نام نہاد برکت کی شدید چاہت میں ان مزاروں کے اندر اپنی بیویوں کے ساتھ جنسی تعلق قائم کرنے سے بھی نہیں شرماتے ہیں۔

یہ شعرانی جس نے قبر پرستوں کے خرافات کا سب سے زیادہ تذکرہ کیا ہے، نے بدوی کی کرامات کے ضمن میں لکھا ہے کہ بدوی نے اسے اپنی قبر کے گنبد کے اوپر بیوی کے پردۂ بکارت کو زائل کرنے کے لئے بلایا تھا اور اس نے ایسا ہی کیا۔

سوڈان میں خرافات میں مبتلا کچھ لوگوں کا معاملہ اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ وہ حصول برکت کا دعوی کرتے ہوئے اولیاء کے مزاروں کے پاس اپنی بیویوں سے مباشرت کرتے ہیں۔

قبروں اور مزاروں کے پاس انجام دیئے جانے والے کچھ شرکیہ کام

اول: قبر والوں کی قسم کھانا اور قسم دلانا

امام صنعانی لکھتے ہیں: یہ لوگ قبر والوں کے ناموں کی قسم کھلواتے ہیں۔ جس کے اوپر کوئی حق ہوتا ہے وہ جب اللہ کی قسم کھاتا ہے تو یہ لوگ اسے قبول نہیں کرتے ہیں، لیکن جب ان کے اولیاء میں سے کسی ولی کی قسم کھالیتا ہے تو اسے قبول کرتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ قسم کھانے والا جب تک ان اولیاء میں سے کسی کی قسم نہیں کھاتا اس کی تصدیق نہیں کی جاتی ہے۔ یہ ایک معمول کی صورت حال تھی جس کا ہم نے بچپن سے مشاہدہ کیا ہے۔ یہ صورت حال آج تک جوں کی توں ہے۔

شیخ سلیمان بن عبد اللہ کہتے ہیں: اسی لئے جب ان میں سے کسی کو اللہ کی قسم کھانے کو کہیں گے تو آپ جتنی چاہیں وہ جھوٹی سچی اللہ کی قسم کھالے گا، لیکن جب اس سے کہا جائے کہ تم فلاں شیخ کی زندگی یا ان کی تربت کی قسم کھاؤ تو اگر وہ جھوٹا ہو گا

تو قسم نہیں کھائے گا اور ایسا صرف اس وجہ سے کہ اس کے دل میں مٹی کے اندر مدفون کی حیثیت رب الارباب سے بڑھ کر ہے۔ پہلے کے مسلمانوں کا یہ حال نہیں تھا، وہ لوگ جب بھاری اور سخت قسم کھانے کا ارادہ کرتے تو اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتے تھے جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں پیش آئے قسامہ کے واقعہ میں مذکور ہے۔ یہ واقعہ صحیح بخاری میں منقول ہے۔ شیخ سلیمان کی بات ختم ہوئی۔

ایک تاجر سے دریافت کیا گیا کہ وہ جب اپنے گاہک کا محاسبہ کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی قسم نہیں کھلاتا ہے بلکہ گاؤں میں موجود مزار کے صندوق کی قسم کھلاتا ہے، ایسا کیوں؟ اس نے جواب دیا کہ یہ لوگ یہاں اللہ کی قسم کھانے پر راضی نہیں ہوں گے۔ یہ لوگ صرف مزار کے نذر و نیاز والے صندوق کی قسم کھائیں گے یا فلاں سید کے مزار کی چہار دیواری کی قسم کھائیں گے۔

دوم: قبروں اور مزاروں کے پاس پناہ لینا

اللہ تعالیٰ نے جس طرح بیت اللہ الحرام کو وہاں جانے والے کے لئے پناہ گاہ بنایا ہے اور اس حدود حرم میں داخل ہو کر کوئی بھی شخص مامون و محفوظ ہو جاتا ہے اسی طرح ان مزاروں کے خدام اور دربانوں نے بت پرستی کی علامت ان مزاروں کو مامون حرم قرار دے رکھا ہے، مجرمین اور بھگوڑے اس کی پناہ حاصل کرنے کے لئے جلدی کرتے ہیں، ڈرے ہوئے اور دہشت زدہ اس کی پناہ حاصل کرتے ہیں تاکہ اس کے احاطہ میں پہنچ کر مامون ہو جائیں اور اس کے سایہ میں آرام و راحت کی سانس لیں۔

اکثر و بیشتر ایسا ہوتا ہے کہ مزاروں اور درگاہوں میں پناہ لینے والے مجرمین کو معاف کر دیا جاتا ہے، یا تو قبر میں مدفون مردوں کی تعظیم میں یا ان مردوں کے انتقام و سزا سے خائف ہو کر۔

سوم: دعا اور سوال کے لئے ان قبروں کی طرف رخ کرنا

شروع میں کچھ صوفیوں نے یہ بات پھیلائی کہ اولیاء اور صالحین کی قبروں کے پاس دعائیں قبول ہوتی ہیں، پھر اس کے بعد یہ ہوا کہ عوام الناس ان صالحین کی قبروں کا طواف کرنے لگے، ان سے مدد طلب کرتے ہیں، ان کو مخاطب کرتے ہیں، وہاں

پر آواز بلند کرتے ہیں، یہاں تک یہ امر واقع ہو گیا کہ لوگ غیر اللہ میں سے زندہ اور مردہ ولیوں سے ہی سب سے زیادہ دعا کرنے لگے، مثلاً وہ کہتے ہیں کہ یاسیدی فلاں! میری فریاد سنئے، میری مدد کیجئے!

آج کے مشرکین اور پہلے کے مشرکین کے درمیان تضاد یہ ہے کہ قبر پرستوں کے یہاں غیر اللہ کی یہ عبادت ان جگہوں پر ہونے لگی جہاں پہلے کے مشرکین اخلاص کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات سے دعا کرتے تھے، اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ یہاں پر ان کے خود ساختہ معبود ان کی پکار کو نہیں سنیں گے اور نہ یہاں کوئی فائدہ پہنچائیں گے۔ محمد سنوسی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ کشتی میں سوار ہو کر سمندری سفر کر رہے تھے، اچانک ہوا تیز ہو گئی اور سمندر کی موجیں بلند ہونے لگیں، قریب تھا کہ کشتی غرقاب ہو جاتی، اس کے وقت ان کے ذہن میں جتنے اولیاء کے نام تھے سب سے پناہ طلب کرنے لگے تاکہ یہ اولیاء اس مصیبت کو دور کر دیں!

یہ صرف خاص لوگوں کا حال نہیں ہے بلکہ آج کا مشاہدہ یہ ہے کہ بہت سے لوگ مشائخ، انبیاء، ائمہ اور شہداء سے فریاد کرتے ہیں اور ان سے مدد مانگتے ہیں۔

چہارم: قبروں کے لئے ذبح اور نذر

قبروں اور مزاروں کے بارے میں خوش عقیدگی میں مبتلا ہونے کے بعد لوگ لازمی طور پر اس کے لئے جانور ذبح کرتے ہیں اور منتیں مانتے ہیں۔ مشرقی اردن کے علاقہ میں چرواہے وباؤں کے دور میں اپنی بکریوں کے ساتھ نبی یوشع کے مقام کا طواف کرتے ہیں اور اپنی بھیڑوں میں سے ایک عمدہ بھیڑ کو لے کر اس آستانہ کی چھت پر چڑھ جاتے ہیں اور وہاں اسے قربان کر دیتے ہیں، اس کا خون بہہ کر آستانہ کی چوکھٹ تک پہنچتا ہے۔

مصر میں بدوی کے مزار پر نذر و نیاز کے صندوق میں زیارت کرنے والوں سے جو رقم جمع ہوتی ہے وہ کئی لاکھ پاؤنڈ تک پہنچتی ہے۔ اس خطیر مال میں سے 39٪ حکومت لیتی ہے!! باقی رقم مزار کے مجاوروں اور خدام کے درمیان تقسیم ہوتی ہے!!

آپ کو یہ جان کر حیرت ہو گی کہ مزار کے ایک خادم کے حصہ میں جو مال آتا ہے وہ بڑے ڈاکٹروں، انجینیروں اور یونیورسٹی کے پروفیسروں کی آمدنی سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ اکثر و بیشتر قبروں پر جانور ذبح کرنے کا عمل نذر اور منت سے وابستہ ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ذبح و نذر ایک ہی طرح کی چیز ہے۔ جانور ذبح کرنا، تیل ہدیہ کرنا اور نقد رقم پیش کرنا ان

عبادات میں سے ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے جائز ہے۔ اسی لئے امام صنعانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: مردہ کے لئے مال کا نذرانہ پیش کرنا، قبر پر جانور ذبح کرنا، اسے وسیلہ بنانا اور اس سے ضرورتیں پوری کرنے کی درخواست کرنا یہ سب بعینہ وہی کام ہیں جو اہل جاہلیت کیا کرتے تھے۔ وہ لوگ ان کاموں کو بت اور استھان کے لئے انجام دیا کرتے تھے اور آج کے قبر پرست ان کاموں کو ولی، قبر اور آستانہ وشہادت گاہوں پر بنے درگاہوں کے لئے انجام دیتے ہیں۔

مصر کے بحر احمر کے علاقہ میں ابوالحسن شاذلی کے جشن ولادت کے موقع پر اتنی بڑی تعداد میں بھیڑ، بکریاں اور اونٹ ذبح کئے جاتے ہیں کہ ان کی تعداد مجموعی طور پر ایک لاکھ بیس ہزار تک پہنچتی ہے۔ (مصری اخبار الیوم 28/12/2006ء)

مصر میں 2005ء سے 2006ء کے دوران مجموعی طور پر نذر و نیاز کے فنڈ میں جمع ہونے والی رقم پانچ کروڑ بیس لاکھ سر سٹھ ہزار پاؤنڈ تھی۔ (جریدہ الأخبار کے ساتھ مصری وزیر اوقاف کی بات چیت سے ماخوذ)

یہ خرافات آخری حد کو اس وقت پہنچ جاتی ہیں جب یہ قبر پرست مزاروں اور درگاہوں کو بڑے اور چھوٹے کے خانہ میں بانٹنے کے بعد کچھ خصوصیات کو بھی ان کے ساتھ وابستہ کر دیتے ہیں جیسا کہ یونان وروم میں ہر چیز کا ایک الگ معبود تھا۔ وہاں جنگ کا معبود، محبت کا معبود، شادابی کا خدا اور شراب کا معبود ہوا کرتا تھا۔ شاید اسی قبیل سے عورتوں سے منسوب مزارات اور قبریں ہیں، مثال کے طور پر شیخہ مریم کی قبر جس کا جشن ولادت دو مرتبہ منعقد ہوتا ہے؛ ایک مرتبہ ایسٹر کے موقع سے اور دوسری مرتبہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع سے۔ اس مزار کو بانجھ پن سے شفایابی میں شہرت حاصل ہے۔

قبر پرست لوگ طنطا میں واقع شیخہ صباح کے مزار سے عورتوں کے بانجھ پن ختم ہونے کی دعا مانگتے ہیں۔ اردن کے شہر معان میں بنات عین کے مزار کی شہرت بانجھ عورتوں کے درمیان بہت زیادہ ہے۔ یہ عورتیں شفایابی کے حصول کے لئے نذرانے اور چراغ لے کر آتی ہیں۔ یہ مزار صرف عورتوں کے لئے خاص ہے۔ لوگ اسے عورتوں کا اسپتال بھی کہتے ہیں!

عورتوں کے لئے خصوصی شہرت رکھنے والے مزارات اور درگاہوں کے علاوہ اردن کی وادی سلط جنوبی میں نبی شعیب علیہ السلام کی قبر ہے۔ وہ خوف کی علامت سمجھے جانے والے ولی ہیں اور مزارات کی بڑی قسموں سے تعلق رکھتے ہیں۔ جب مقدمات میں دعوؤں کا نپٹارہ مشکل ہو جاتا ہے اور صلح صفائی کی راہیں مسدود نظر آتی ہیں تو اس مزار سے رجوع کیا جاتا ہے۔

شام کے شہر حلب میں کچھ لوگ سفر کر کے شیخ ریح کے مزار پر پہنچتے ہیں تا کہ ان کے ریح (ہوا) سے شفایاب ہو سکیں۔

شام کے معرۃ النعمان میں واقع ابو العلاء معری کی قبر کے بارے میں بھی لوگوں کا بہت بڑا اعتقاد ہے۔ اس کی قبر پر پانی کے چند گھونٹ پی کر لوگ رات گزارتے ہیں اور اسے بخار سے شفایابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

مصر کے شہر طنطا میں لوگ بدوی کے ایک شاگرد عز الرجال کے مزار سے بچوں کی شفایابی کی دعا کرتے ہیں۔ اور محمد حدری جو عمری سے معروف ہے، اس کی قبر سے لوگ روماٹیزم کے مرض سے شفایابی طلب کرتے ہیں۔

دنیا بھر میں پھیلے ہوئے شرک کے لا تعداد اڈوں کے بارے میں مزید معلومات کے لئے مشہور تالیف "دمعۃ علی التوحید" کا مطالعہ مفید ہو گا۔ والی اللہ المشتکی (ہم اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی شکایت پیش کرتے ہیں)

خط و کتاب اور اپنی رائے پیش کرنے کے لئے مندرجہ ذیل ای میل پر رابطہ کیا جا سکتا ہے:

tamim7938@gmail.com